ستمبر 2010
ماہنامہ
معارفِ رضا
کراچی
مدیرِ اعلیٰ
سید وجاہت رسول قادری
مدیر
پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل (کراچی - پاکستان)
25-جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل) صدر، پوسٹ بکس نمبر-7324، جی پی او صدر، کراچی-74400، اسلامی جمہوریہ پاکستان
فون: 32725150-21-92+ فیکس : 32732369-21-92+
ای میل imamahmadraza@gmail.com ویب سائٹ : www.imamahmadraza.net

ISBN No. 978-969-9266-04-1

مسلسل اشاعت کا ۳۰واں سال

جلد : 30 شمارہ: 9

ستمبر ۲۰۱۰ء/ رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ

ہدیہ فی شمارہ: 30 روپے
سالانہ:
عام ڈاک سے: -/300 روپے
رجسٹرڈ ڈاک سے: -/350 روپے
بیرونِ ممالک: 30 امریکی ڈالر سالانہ

دائرے میں سرخ نشان ممبر شپ ختم ہونے کی علامت ہے۔ زرِ تعاون ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔

نوٹ

رقم دستی یا منی آرڈر/ بینک ڈرافٹ بنام "ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا" ارسال کریں، چیک قابلِ قبول نہیں۔
ادارہ کا اکاؤنٹ نمبر: کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 45-5214۔ حبیب بینک لمیٹڈ، پریڈی اسٹریٹ برانچ، کراچی۔

نوٹ: ادارتی بورڈ کا مراسلہ نگار/ مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ (ادارہ)

(پبلشر مجید اللہ قادری نے باہتمام حریت پرنٹنگ پریس، آئی آئی چندریگر روڈ، کراچی سے چھپوا کر دفتر ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل سے شائع کیا۔)

فہرس

نمبر شمار	موضوعات	مضامین	نگارشات	صفحہ
۱۔	نعتِ رسول مقبول ﷺ	شورِ مہ نو سن کر تجھ تک میں دواں آیا	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ	3
۲۔	منقبت	امامِ اہلِ سنت نائب غوث الوریٰ تم ہو	مولانا حامد رضا خاں بریلوی	4
۳۔	قطعۂ تاریخ	ہلاکتِ عدوئے پیغمبر حق	عبد القیوم طارق سلطانپوری	5
۴۔	اپنی بات	لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللهِ	پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری	7
۵۔	معارفِ قرآن	تفسیر رضوی۔ سورۃ البقرہ	مولانا محمد حنیف خاں رضوی	13
۶۔	معارفِ حدیث	کتاب العلم	مولانا محمد حنیف خاں رضوی	15
۷۔	معارفِ فقہ	عید الفطر	علامہ شاہ عبد العلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ	17
۸۔	معارف القلوب	تَجَلِّی الْیَقِیْنِ بِاَنَّ نَبِیَّنَا سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْنَ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ	21
۹۔	معارفِ رضویات	اعلیٰ حضرت حاسدوں کے نرغے میں	علامہ عبد الحکیم اختر شاہجہانپوری	30
۱۰۔	معارفِ رضویات	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی	رشیدہ جہاں بیگم	37
۱۱۔	معارفِ رضویات	مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام کی مقبولیت	محمد نسیم قادری رضوی	40
۱۲۔	معارفِ رضویات	مقامِ اعلیٰ حضرت		45
۱۳۔	معارفِ کتب	فیضانِ رحمت بعد از دعائے برکت	صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری	48
۱۴۔	دور و نزدیک سے	آپ کے خطوط کے آئینے میں	مرزا فرقان احمد	54

شورِ مہِ نَو سن کر تجھ تک میں دَواں آیا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ رحمۃ الرحمٰن

شورِ مہِ نَو سن کر تجھ تک میں دَواں آیا
ساقی میں ترے صدقے مے دے رمضاں آیا

اس گل کے سوا ہر پھول باگوشِ گراں آیا
دیکھے ہی گی اے بلبل جب وقتِ فغاں آیا

جب بامِ تجلّی پر وہ نیّرِ جاں آیا
سر تھا جو گرا جھک کر دل تھا جو تپاں آیا

جنّت کو حرم سمجھا آتے تو یہاں آیا
اب تک کے ہر اک کا منھ کہتا ہوں کہاں آیا

طیبہ کے سوا سب باغ پامالِ فنا ہوں گے
دیکھو گے چمن والو! جب عہدِ خزاں آیا

سر اور وہ سنگِ در آنکھ اور وہ بزمِ نور
ظالم کو وطن کا دھیان آیا تو کہاں آیا

کچھ نعت کے طبقے کا عالم ہی نرالا ہے
سکتہ میں پڑی ہے عقل چکر میں گماں آیا

جلتی تھی زمیں کیسی تھی دھوپ کڑی کیسی
لو وہ قدِ بے سایہ اب سایہ کناں آیا

طیبہ سے ہم آتے ہیں کہیے تو جناں والو
کیا دیکھ کے جیتا ہے جو واں سے یہاں آیا

لے طوقِ الم سے اب آزاد ہو اے قمری
چٹھی لیے بخشش کی وہ سروِ رواں آیا

نامہ سے رضاؔ کے اب مٹ جاؤ بُرے کامو
دیکھو مِرے پلّہ پر وہ اچھے میاں آیا

بدکار رضاؔ خوش ہو بد کام بھلے ہوں گے
وہ اچھے میاں پیارا اچھوں کا میاں آیا

منقبت درشانِ اعلیٰ حضرت

شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی
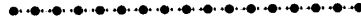
امامِ اہلِ سنّت نائب غوث الوریٰ تم ہو
مجدّد دین و ملّت کے شہِ احمد رضا تم ہو

حقائق کے حقائق کا محقق حق نے فرمایا
حقیقت میں حقیقت کے حقیقت آشنا تم ہو

شریعت کے معدِّل منطقہ چرخِ طریقت کے
مدارِ قادریت قطب و غوث الاولیاء تم ہو

جو مرکز ہے شریعت کا محیط اہلِ طریقت کا
جو محور ہے حقیقت کا وہ قطب الاصفیا تم ہو

سفینہ ہے شریعت کا خزینہ ہے طریقت کا
ہے سینہ مجمعِ بحرین خضرِ رہنما تم ہو!

بھنور میں آپڑی کشتی مخالف ہے ہوا چلتی
لگا دو پار بیڑا میرے آقا نا خدا تم ہو

تمہارے ہاتھ میری لاج میری دستگیری ہے
کرم کرلو تو بیڑا پار ہے مشکل کشا تم ہو

تمہارے در کے ٹکڑوں سے گزر ہے قادریوں کی
ہے جگ میں بٹ رہا باڑا وہ جگ داتا رضا تم ہو

بھکاری کو ملے ٹکڑا، ہے جھولی ڈالے یہ منگتا
یہ جگ داتا کا ہے باڑا گدا کا آسرا تم ہو

غلامان شہِ کونین محبوبِ الٰہی ہیں
پیارے[1] کے پیارے ہو کہ عبدالمصطفیٰ تم ہو

نہیں جو بندے کا بندہ خدا کا ہو وہ کب بندہ
خدا کے خاص بندے یہ کہ عبدالمصطفیٰ تم ہو

انا من حامد و حامد رضا منّی کے جلوں سے
بحمداللہ رضا حامد ہے اور حامد رضا تم ہو[2]

---

[1] اس مصرع کواس طرح بھی پڑھ سکتے ہیں
ہوئے محبوب کے محبوب، محبوبِ خدا تم ہو

[2] ماہنامہ یادگارِ رضا بریلوی: ص:۱۳، بابت صفر المظفر ۱۳۴۹ھ ج:۴، ش۱۲۔

﴿بحوالہ ''انتخابِ حامد'' از، مولانا شہاب الدین رضوی﴾

مُسَیلِمَۂِ عصرِ حاضر مرزا قادیانی

۲۷/ ۲۸ مئی ۱۹۰۸ء بمطابق ۲۶/ ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ واصل جہنم ہوا

اُس رئیس الکاذبین ورأس الضالین کی عبرت ناک موت کا

قطعۂ تاریخ

''ہلاکتِ عدوئے پیغمبرِ حق''

۱۹۰۸ء

میرزا کو نبی بنا ڈالا ذہنِ افرنگ ہی کا ہے یہ کمال

عصرِ حاضر کا بد تریں کذّاب عہدِ موجود کا بڑا دجّال

اُس کے اقوال قابلِ نفرت شرمناک اُس خبیث کے اعمال

فتنہ، پالا ہے جس کو مغرب نے ہے گراں جس پہ دینِ حق کا کمال

مصطفیٰ کے غلاموں نے جس کا دے کے جانیں، کیا ہے استیصال

ایسی قربانیاں اُنہوں نے دیں جن کی تاریخ میں نہیں ہے مثال

مرحبا اُن کا جذبۂ ایثار واہ واہ اُن کا عزم و استقلال

سر میں تھا قادیانیوں کے جو کِبر حق پرستوں نے کردیا پامال

ہوگیا، ذہن میں جو تھا اُن کے نقشۂ اِقتدار، خواب و خیال

اِس وطن میں یہ فتنۂ انگریز پھر ہو منہ زور، ہے یہ امرِ محال

مَرا ہیضے سے وہ رذیل آخر ہے بُرا دشمنِ نبی کا مآل

نقشِ عبرت وفات کا اُس کی

''دوزخی، لعنتی الحق'' ہے سال

۱۳۲۶ھ

محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری

۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم (کافر) قرار دے دیا، اِس تاریخ ساز فیصلے کا یادگار

قطعۂ تاریخ

''اعلانِ حقیقتِ اوجِ خاتم النبیین''

۴ ۷ ۹ ۱ ء

''آوازِ انہدام قصرِ کذبِ قادیان''

۴ ۹ ۳ ۱ ھ

☆☆☆

مقبول مدام ہے شہادت حق کی
مردود تمام دعویٰ ہائے باطل
کافر ہے جو کہتا ہے نبی مرزا کو
وہ شخص تھا اِک ہرزہ سرائے باطل
مرزائی کافر ہیں ز روئے آئین
انجام ہے رُسوائی برائے باطل
اِک مصرع میں طارق نے کہی ہے تاریخ
''بروقت تدارکِ وبائے باطل''

۴ ۹ ۳ ۱ ھ

محمد عبدالقیوم طارق سُلطانپوری

قادیانی پر لگائی ضربِ اوّل آپ نے
شیرِ ختم الانبیا ہیں حضرتِ احمد رضا

فاتحِ مرزائیت ہیں شاہ نورانی میاں
شاہ کے بھی رہ نما ہیں حضرتِ احمد رضا

ندیم احمد ندیم قادری نورانی

﴿اپنی بات﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

قارئینِ کرام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اللہ تعالیٰ آپ سب کے جان و مال اور ایمان کی حفاظت فرمائے اور اللہ تعالیٰ تمام اہلِ ایمان کو اپنی ناراضگی اور عذاب سے بچائے رکھے۔ آمین!

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَاءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ (الانعام:٦)

"کیا انھوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی سنگتیں کھپادیں انھیں ہم نے زمین میں وہ جماؤ دیا جو تم کو نہ دیا اور ان پر موسلا دھار پانی بھیجا اور ان کے نیچے نہریں بہائیں تو انھیں ہم نے ان کے گناہوں کے سبب ہلاک کیا اور ان کے بعد اور سنگت اٹھائی۔"

(ترجمہ کنزالایمان از امام احمد رضا)

اس آیتِ کریمہ کی مختصر شرح علامہ مولانا مفتی سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی قلم بند کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"کیا انھوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے ان سے پہلے پچھلی یا سابقہ امتوں میں سے کتنی سنگتیں یعنی اُمتیں کھپادیں یا ہلاک کر دیں جب کہ ہم نے انھیں زمین میں وہ جماؤ دیا کہ قوت ومال اور دنیا کے کثیر سامان کے ساتھ جو تم کو نہ دیا اور ان پر موسلا دھار پانی بھیجا کہ جس سے اُن کی کھیتیاں شاداب ہوں اور ان کے نیچے نہریں بہائیں جس سے کھیتی باڑی پرورش پائی اور دنیا کی زندگانی کے لیے عیش وراحت کے اسباب بہم پہنچائے تو ہم نے انھیں اُن کے گناہوں کے سبب ہلاک کیا کہ انھوں نے انبیا کی تکذیب کی اور اُن کا یہ سر و سامان اُنھیں ہلاکت سے نہ بچا سکا اور اُن کے بعد اور سنگت اُٹھائی اور دوسرے قرن والوں کو اُن کا جانشین کیا۔ مدعا یہ ہے کہ گزری ہوئی امتوں کے حال سے عبرت و نصیحت حاصل کرنا چاہیے کہ وہ لوگ باوجود قوت و دولت اور کثرتِ مال و عیال کے کفر و طغیان کی وجہ سے ہلاک کر دیے گئے۔ تو چاہیے کہ اُن کے حال سے عبرت حاصل کر کے خوابِ غفلت سے بیدار ہوں۔"

(حاشیہ و تفسیر "خزائن العرفان" از: مولانا نعیم الدین مراد آبادی)

قارئینِ کرام! چند اور آیات کا صرف متن اور ترجمہ ملاحظہ کیجیے کہ اللہ عزوجل نے سابقہ نبیوں کی پوری پوری اُمت کو اُن کی نافرمانیوں کے باعث ہلاک کر دیا۔

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا (یونس:۱۳)

"اور بیشک ہم نے تم سے پہلی سنگتیں ہلاک فرمادیں جب وہ حد سے بڑھے۔"

وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ بَعْدِ نُوْحٍ ۗ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا (الاسراء:۱۷)

"اور ہم نے کتنی ہی سنگتیں نوح کے بعد ہلاک کردیں اور تمہارا رب کافی ہے اپنے بندوں کے گناہوں سے خبردار دیکھنے والا۔"

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِءْيًا (مریم:۷۴)

"اور ہم نے ان سے پہلے کتنی سنگتیں کھپادیں کہ وہ ان سے بھی سامان اور نمود میں بہتر تھے۔"

وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۢ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا ۗ وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ (القصص:۵۸)

"اور کتنے شہر ہم نے ہلاک کردیے جو اپنے عیش پر اترا گئے تھے تو یہ ہیں ان کے مکان کہ ان کے بعد ان میں سکونت نہ ہوئی مگر کم اور ہمیں وارث ہیں۔"

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِى الْبِلَادِ ۗ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ (ق:۳۶)

"اور ان سے پہلے ہم نے کتنی سنگتیں (قومیں) ہلاک فرمادیں کہ گرفت میں ان سے سخت تھیں تو شہروں میں کاوشیں کیں، ہے کہیں بھاگنے کی جگہ۔"

ان آیات کے علاوہ بھی سابقہ اُمّتوں کی ہلاکت کا بیان کم از کم ۲۰ مقامات پر اور بیان کیا گیا ہے مگر طوالت کے باعث ان کو یہاں قلم بند نہیں کررہا ہوں کہ صفحات محدود ہیں۔

ان مندرجہ بالا آیات میں غور کریں کہ ان اُمّتوں کی ہلاکت کی وجوہات کیا کیا تھیں تو بڑی وجوہات میں اُن کا اللہ اور اُس کے رسول کی نافرمانی شامل تھی۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا کے عیش وراحت ایک سے بڑھ کر ایک عطا کیے تھے مگر پھر غرور و تکبر اور عیش و عشرت میں پڑ کر اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کو بھلادیا اور یہ سمجھنے لگے کہ ہم ہی اس کے وارث ہیں۔ بڑے بڑے شہر آباد کیے، ان شہروں کی حفاظت کے بندوبست بھی کیے مگر قہرِ الٰہی نے سب کو نیست ونابود کردیا۔

اس سے قبل کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کے لیے عملِ صالح سیکھے جائیں، ایک نظر اس وقت پاکستان کی صورتِ حال پر ڈالتے ہیں کہ اس وقت یہ ملک کیوں زمینی و آسمانی عذاب میں جکڑا ہوا ہے اور پے در پے عذابِ الٰہی کے ریلے کبھی شدید بارشوں کی صورت میں، کبھی شدید ترین سیلاب کی صورت میں، کبھی ہوائی جہاز کی تباہ کاریوں کے سبب، کبھی زلزلوں کی صورت میں، کبھی آپس کی دشمنیوں کے سبب، کبھی لسانی وجوہات کے باعث، کبھی مذہبی تعصبات کے باعث اور کبھی دیگر حادثات کے باعث اس ملک کے ہزاروں افراد جن میں اکثریت مسلمانوں کی ہی ہوتی ہے، برابر ہلاک ہورہے ہیں۔ ۱۵ر شعبان المعظم سے جو سیلاب کے باعث ہلاکتوں کا سلسلہ شروع ہوا ہے، وہ ایک ماہ گزرنے کے بعد بھی ختم ہوتا نظر نہیں آرہا ہے۔ چھوٹے بڑے ہزاروں شہر صفحۂ ہستی سے مِٹ گئے یا بہت زیادہ تباہ و برباد ہوگئے، لاکھوں گھر نیست و نابود ہوگئے۔ گھروں کا سارا سامان اور شہروں کی تمام تر رونق صفحۂ ہستی

سے مٹ گئی، لاکھوں لاکھ ٹن اناج جس میں چاول، گنا، گیہوں، سبزیاں اور پھل جو تیار تھے، سب کے سب سیلاب کے نذر ہوگئے، لاکھوں جانور دودھ دینے والے مویشی بھی ہلاک ہوگئے۔ بڑی تعداد میں چھوٹے بچے اور عورتیں پانی میں بہ گئے۔ پاکستان کے رقبے کا ایک چوتھائی حصہ لگ بھگ پانی میں ڈوب گیا اور دریا سے منسلک تمام کھیتوں کی مٹی اور کھاد بھی بہ گئی۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق تقریباً ۲ کروڑ افراد سخت آزمائش سے گزر رہے ہیں اور سورۂ بقرہ کی آیت ۱۵۴ پاکستانی مسلمانوں کی اس آزمائش کی پوری عکاسی کر رہی ہے کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ (البقرۃ:۱۵۴)

"اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے۔"

قارئینِ کرام! اس وقت مملکتِ پاکستان کے مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد اس آزمائش سے گزر رہی ہے کہ ایک طرف سیلابی ریلے نے اور دوسری طرف آپس کی دشمنیوں نے ایک خوف کی فضا قائم کررکھی ہے، لوگ گھروں سے بے گھر ہو کر بھوک سے نڈھال ہیں، اُن کے مال پانی میں غرق ہوگئے، ان کے کھیتی باڑی تباہ و برباد ہوگئی، اُن کے مویشی بھی ڈوب گئے، اس پر افسوس در افسوس اس بات کا کہ ان لوگوں کے خالی گھروں میں جو مال بچ گیا ہے یا مویشی زندہ رہ گئے ہیں، لٹیرے لوٹ لوٹ کر لے جارہے ہیں جب کہ حکومتی ادارے بے بس نظر آرہے ہیں۔ حکومتی مشینری بالکل ٹھپ ہوگئی ہے۔

قارئینِ کرام! اللہ کی طرف سے یہ آزمائش اور عذاب اس لیے ہے کہ ہمارے اعمال اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانیوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ملک میں جتنے حکومتی ادارے ہیں، ان کا حال یہ ہے کہ سب دیوالیہ ہونے کے قریب ہیں کہ ادارے کے ملازمین نے اس کو دیمک کی طرح چاٹ لیا ہے اور جو پیسہ حکومتی اداروں کی ملکیت ہونا چاہیے تھا، وہ سب ان کی جائداد اور بینک بیلنس کی صورت میں غیر ملکی بینکوں میں محفوظ ہو چکا ہے۔ رشوتوں کا بازار انتہا پر پہنچ چکا ہے، لین دین میں شاید ہم نے شعیب علیہ السلام کی اُمّت کو بھی پیچھے چھوڑ دیا کہ اگر ۱۰۰ فی صد نہیں تو ۹۰ فی صد تجارت میں بے ایمانی کی جارہی ہے، آپس کے لین دین میں اخلاص ختم ہو چکا ہے، خون خون کا پیاسا بن چکا ہے، لوگ ایک دوسرے کے مال کو ہڑپ کرنے اور قبضہ کرنے میں دیر نہیں لگاتے، منشیات کا کاروبار عروج پر ہے، ہماری ماؤں بہنوں نے بے پردگی کی انتہا کردی ہے، علمائے سُو کی بہتات ہوگئی ہے، اساتذہ کرام نے اسکول کالجوں میں پڑھانا چھوڑ دیا ہے اور اسی اوقات میں وہ اپنے ٹیوشن سینٹرز چلارہے ہیں، ہزاروں استاد بغیر پڑھائے تنخواہیں لے رہے ہیں، نیز حکومت کے لاکھوں ملازمین اپنی ملازمت کے اوقات میں دوسرے کاروبار کررہے ہیں، نفرتوں کا عالم یہ ہے کہ ذرا ذرا سی بات پر قتل و غارت کی جارہی ہے، ایک آدمی مرتا ہے یا مارا جاتا ہے تو اس کے چکر میں ہنگامہ آرائی ہوتی ہے اور مزید ۱۰۰ آدمی مار دیے جاتے ہیں، مساجد میں قرآن پڑھا جارہا ہے اور ہزاروں لاکھوں افراد سن رہے ہیں لیکن کیوں کہ معنیٰ نہیں جانتے، اس لیے ان کا سننا بے معنیٰ ہوتا جارہا ہے،

قرآنی تعلیمات سے ایسا دور بھاگتے ہیں جیسے کوئی آگ سے دور بھاگتا ہے، قرآن کریم کو کوئی پڑھنا ہی نہیں چاہتا، کوئی سمجھنا ہی نہیں چاہتا پھر عمل کرنا تو دور کی بات ہے۔ دین کی تبلیغ کے لیے ہر کوئی کھڑا ہو گیا ہے چاہے وہ اہل ہو یا نہ ہو اور نااہل لوگوں نے تبلیغ دین کا بیڑا اُٹھا کر دین کا مزید بیڑا غرق کر دیا ہے۔ اب احادیث کی ضرورت بھی ختم، نبی کی ضرورت بھی ختم، اولیا کی عظمت ختم، فاتحہ خوانی کے لیے قرآن کا پڑھنا ختم۔۔۔ اپنے مطلب کے لیے ہر حدیث ضعیف قرار دی جا رہی ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

قارئینِ کرام! اس پس منظر میں عذابِ الٰہی نہ آئے تو تعجب ہو گا اور جو عذاب آیا ہے، ہمارے برے اعمال کے مقابلے میں ابھی بھی کم ہے کیوں کہ آٹے میں نمک کے برابر صالحین ابھی بھی موجود ہیں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری میں مصروف ہیں اور اللہ کے آگے سربہ سجود ہو کر اس عذاب کو ٹالنے اور اُمّت کو اس عذاب سے نجات دلانے کے لیے دعائیں مانگ رہے ہیں۔

قارئینِ کرام! یہ تو اللہ کا دستور چلا آیا ہے کہ جب امتیوں کی نافرمانی بڑھی اور نبی نے اُن کے لیے بد دعا فرمائی، اللہ نے اُس اُمّت کو مکمل طور پر نیست و نابود کر دیا۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر دنیا میں انسانوں کو انسانیت سکھانے اور اللہ کی بندگی کا راستہ بتانے کے لیے تشریف لائے اور اکثر و بیشتر انبیائے کرام کی اُمّت کو اللہ نے مکمل نیست و نابود کر دیا جب کہ اس اُمّتِ محمدیہ میں پچھلے تمام امتیوں کی نافرمانیاں اکٹھی ہو گئیں مگر اللہ تعالیٰ کا یہ کرم بالائے کرم ہے کہ اس نے اس امت کو کبھی بھی مکمل طور پر ختم نہیں کیا کہ اگر یہ اُمت ختم ہو گئی تو پھر اللہ کی بندگی کون سی اُمّت کرے گی اور کیوں کر اس اُمّت کو مکمل نیست و نابود کرے کہ اللہ کا آخری رسول ان کے درمیان خاتم النبیّین کی شان کے ساتھ موجود ہے۔ اس لیے ارشاد فرمایا کہ اگرچہ ہمارا دستور تو یہ ہے کہ کُل امت ختم کر دیں مگر اے محبوب! آپ کی تمام اُمت کبھی ختم نہ کریں گے کیوں کہ آپ ان کے درمیان موجود ہیں۔ چناں چہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (الانفال: ۳۳)

"اور اللہ کا کام نہیں کہ انھیں عذاب کرے جب تک اے محبوب! تم ان میں تشریف فرما ہو اور اللہ انھیں عذاب کرنے والا نہیں جب تک وہ بخشش مانگ رہے ہیں۔"

قارئینِ کرام! اس اُمت کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ رہتی دنیا تک اس اُمّت کے لیے مخلصین اللہ کے آگے توبہ واستغفار کرتے رہیں گے اور نہ صرف اپنی بل کہ اُمّتِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بخشش کی دعائیں مانگتے رہیں گے۔ اسی لیے یہ امت مکمل طور پر نیست و نابود نہ کی جائے گی۔ ہاں، جب ایک بندہ بھی اس کے آگے استغفار کرنا چھوڑ دے گا تو پھر اللہ ربّ العزت قیامت کا اعلان فرما کر صور پھنکوا دے گا اور یوں یہ پوری دنیا ختم ہو جائے گی۔

اللہ عزوجل نے ایک اور اہم خوش خبری یا مژدہ قرآن میں یہ بھی دیا کہ اللہ کی ذات سے یہ یقین رکھو کہ جب تم معافی طلب کرو گے تو وہ ضرور ضرور معاف فرمائے گا اور اس کی رحمت و مغفرت سے کبھی مایوس نہ ہونا۔ چناں چہ ارشادِ خداوندی ہے:

اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۞ قُلْ يٰعِبَادِیَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ

رَحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ (الزمر: ۵۲، ۵۳)

"کیا انھیں معلوم نہیں کہ اللہ روزی کشادہ کرتا ہے جس کے لیے چاہے اور تنگ فرماتا ہے، بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لیے۔ تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی! اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو، بیشک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔"

اللہ عزوجل نے انفرادی یا اجتماعی انسانوں کے گناہوں کو معاف کرنے کا بندوبست بھی فرمادیا اور طور وطریقہ بھی قرآن کے ذریعے سکھادیا کہ کس طرح اور کہاں یہ سب گناہ معاف ہوسکتے ہیں تاکہ پھر اللہ کی رحمتوں سے کوئی مایوس نہ ہو۔ چناں چہ سورۃ النساء میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَاۗءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (النساء: ۶۴)

"اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب! تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔"

امام احمد رضا محدثِ بریلوی علیہ الرحمہ نے اس آیت کے مفہوم کو یوں بھی بیان کیا ۔

یارب اک ساعت میں دھل جائیں سیہ کاروں کے جرم
جوش پر آجائے اب رحمت رسول اللہ کی
(حدائقِ بخشش از امام احمد رضا)

امام احمد رضا کے بڑے صاحب زادے مولانا حامد رضا خاں بریلوی مندرجہ بالا آیات کا اشعار کی صورت میں اس طرح اظہار کرتے ہیں ۔

میں نے مانا کہ حامدؔ گنہ گار ہے
معصیت کیش ہے اور خطا کار ہے
میرے مولا مگر تُو تو غفار ہے
کہتی رحمت ہے مجرم سے، لَا تَقْنَطُوْا
(تذکرۂ جمیل از ابراہیم خوشتر)

اور امام احمد رضا کے چھوٹے صاحب زادے مفتیِ اعظم ہند نے بھی یوں مدعا بیان کیا۔

بد ہوں، مولا مرے! مجھ کو کردے نکو
رختِ اعمال ہے چاک، فرما رفو
تیری رحمت کی اُمّید ہے اے عفو!
کہ ہے ارشادِ قرآن لَا تَقْنَطُوْا

قارئینِ کرام! آیئے ہم سب مل کر فرداً فرداً بھی اور جہاں موقع ملے، اجتماعی طور پر بھی اپنے ناراض اللہ کو منانے اور راضی کرنے کے لیے انبیاے کرام کی سنّت کو ادا کرتے ہوئے اور بالخصوص نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور سنّت کو سامنے رکھتے ہوئے کثرت سے استغفار کا ورد کردیں، کثرت سے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجیں، اپنی کوتاہیوں پر معافی مانگیں۔ جو ہوچکا سو ہوچکا، اب تمام رشوت خور رشوت سے دوری کی، تمام تاجر حضرات بے ایمانی سے دوری کی اور تمام حکومتی کارندے انتہائی ایمان داری سے اِس ملک کی خدمت کرنے کا عہد کریں، تمام لوٹ کھسوٹ کرنے والے لوٹا ہوا مال واپس کرنے اور مزید کسی کا مال ہڑپ نہ کرنے کا وعدہ کریں، تمام اساتذۂ کرام اپنے معاوضے کو حلال بنانے کا وعدہ کریں، تمام مائیں بہنیں بے پردگی کی لعنت سے توبہ کرکے

حیا کی چادر اوڑھنے کا وعدہ کریں، تمام مسلمان مرد و عورت پنج وقتہ نماز پڑھنے کا وعدہ کریں، تمام لوگ اپنے اپنے رشتہ داروں سے حسنِ سلوک سے پیش آنے کا ارادہ کریں، ہر مسلمان اپنی زبان اور ہاتھ سے یہ وعدہ کرے کہ اب یہ کسی پر ناجائز نہیں اُٹھے گا۔ اس کے بعد اللہ کے حضور توبۃ النصوح کریں۔ ان شاء اللہ، اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے میں کرم کرے گا اور یہ ملک مزید تباہ کاریوں سے محفوظ ہو سکے گا۔ اور اگر ابھی بھی ہم نے قرآن و حدیث یعنی اللہ اور اس کے رسول کے احکامات پر عمل نہ کیا باوجود اس کے کہ قرآن و حدیث کی صورت میں بہت بڑی نصیحت ہمارے سامنے ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کوئی نہیں بچا سکتا جیسا کہ اس کا ارشاد ہے:

وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمًا ۙ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۗ قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖۤ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۢ بَـِٔيْسٍۢ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝
(الاعراف: ۱۶۵،۱۶۴)

"اور جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا کیوں نصیحت کرتے ہو ان لوگوں کو جنھیں اللہ ہلاک کرنے والا ہے یا انھیں سخت عذاب دینے والا، بولے تمہارے رب کے حضور معذرت کو اور شاید انھیں ڈر ہو۔ پھر جب بھلا بیٹھے جو نصیحت انھیں ہوئی تھی ہم نے بچا لیے وہ جو برائی سے منع کرتے تھے اور ظالموں کو بُرے عذاب میں پکڑا بدلہ ان کی نافرمانی کا۔"

اے اللہ! ہم تمام مسلمانوں کو اپنے اپنے برے اعمال، بدکاریوں، بے ایمانیوں، بدگویوں اور ہر بُرے عمل پر معافی مانگنے کی توفیق عطا فرما اور تو اپنے فضل و کرم اور حضور ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے ہمیں معافی نصیب فرما اور آئندہ تمام بداعمالیوں سے محفوظ فرما، اپنے رسول کی اطاعت اور فرماں برداری نصیب فرما، اس مملکتِ پاکستان کی حفاظت فرما، یہاں کے رہنے والوں کے جان و مال، عزت و آبرو اور ایمان کی حفاظ فرما اور اس ملک کو جلد از جلد تمام عذابوں سے نجات نصیب فرما، ہمیں ایک دفعہ پھر اعمالِ صالحہ کے ساتھ زندگی گزارنے کی سعادت نصیب فرما، ہر مسلمان کو ایک دوسرے کے ساتھ نیک رویہ رکھنے کی توفیق عطا فرما، ہماری زبان اور ہمارے ہاتھ سے دوسرے مسلمانوں کی جانوں کو محفوظ فرما، ہماری ماں بہنوں کو حیا کی چادر اوڑھنے کی توفیق عطا فرما، ہماری حکومت کے لوگوں کو عقلِ سلیم اور ایمان داری نصیب فرما، ہمارے ملک کے علما و اساتذہ کرام کو نیک کردار بننے کی سعادت نصیب فرما، الٰہی ہماری خطاؤں کو درگزر فرما کر ہم پر رحم فرما۔

آخر میں اللہ کے حضور مناجات کے یہ چند اشعار:

ہم کو تو بھروسا ہے یارب تری رحمت کا
افضال و کرم کا اور الطاف و عنایت کا

آزاد دکھوں سے اب کر دے ہمیں اے مولا
ہو غیب سے پیدا کچھ اسباب فراغت کا

کیا ہو گی کمی تیرے قدرت کے خزانوں میں
گر ہم پہ بھی یارب ہو باراں تری رحمت کا

یارانِ غنی دل سے ہیں سر بسجود اس دم
منظور دعا ہو در کھل جائے اجابت کا

(سائیں عبد الغنی قادری قلندری)

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا محمد و آلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم۔

تفسیر رضوی

سورۃ البقرۃ

معارفِ قرآن من افاضات امام احمد رضا

گذشتہ سے پیوستہ

مرتبہ: مولانا محمد حنیف خاں رضوی بریلوی

۴۱۸۳. عن امیر المؤمنین علی المرتضی کرم اللّٰہ تعالیٰ وجهه الکریم قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم: ان الابدال بالشام یکونون وهم اربعون رجلا، بهم تسقون الغیث، وبهم تنصرون علی اعدائکم، ویصرف عن اهل الارض البلاء والغرق.

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابدال شام میں ہیں اور وہ چالیس ہیں، انہیں کے ذریعہ بارش ہوتی ہے، انہیں کے سبب دشمنوں پر مدد ملتی ہے انہیں کے سبب اہل زمیں سے بلا اور غرق دفع ہوتا ہے۔

۴۱۸۴. عن عوف بن مالک رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم: الابدال فی اهل الشام، وبهم ینصرون وبهم یرزقون.

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابدال اہل شام میں ہیں، انہیں کی برکت سے مدد پاتے ہیں انہیں کے وسیلے سے رزق۔ (الامن والعلی: ٦٦)

۴۱۸۵. عن انس بن مالک رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم: لن تخلوا الارض من أربعین رجلا، مثل خلیل الرحمن، فیهم تسقون وبهم تنصرون.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: زمین ہرگز خالی نہ ہوگی چالیس اولیائے کرام سے کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کے پرتو ہوں گے، انہیں کے سبب تمہیں مینھ ملے گا اور انہیں کے سبب مدد پاؤ گے۔

۴۱۸۶. عن ابی هریرة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم: لن تخلوا الارض من ثلثین مثل ابراهیم علیه الصلوٰة والسلام بهم تغاثون وبهم ترزقون وبهم تمطرون.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خوبو میں مشابہت رکھنے والے تیس شخص زمین پر ضرور رہیں گے، انہیں کی بدولت تمہاری فریاد سنی جائے گی، انہیں کی برکت سے مینھ دیئے جاؤ گے۔

۴۱۸۷. عن عبداللّٰہ بن مسعود رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم: لایزال اربعون رجلا من امتی، قلوبهم علی قلوب ابراهیم، یدفع اللّٰہ بهم عن اهل الارض یقال لهم الابدال.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت میں چالیس مرد ہمیشہ رہیں گے کہ ان کے دل ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل پر ہوں گے، اللہ تعالیٰ ان کے سبب زمین والوں سے بلا دفع کرے گا۔ ان کا لقب ابدال ہوگا۔

۴۱۸۸. عن عبداللّٰہ بن عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم: لایزال اربعون رجلا یحفظ اللّٰہ بهم الارض، کلما مات رجل ابدل اللّٰہ مکانه آخر وهم فی الارض کلها.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہمیشہ چالیس لوگ ایسے رہیں گے جن کے سبب اللہ تعالیٰ زمین کو قائم رکھے گا جب ان میں سے کسی کا انتقال ہوگا تو دوسرا اس کی جگہ قائم کیا جاتا رہے گا، یہ تمام روئے زمین میں ہوں گے۔

۴۱۸۹. عن عبداللّٰہ بن مسعود رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم: ان للّٰہ فی

الـخـلـق ثــلاث مأة قلوبهم على قلب آدم، ولله في الخلق اربعون قلوبهم على قلب موسى ،ولله في الخلق سبعة قلوبهم على قلب ابراهيم ،ولله في الخلق خمسة قلوبهم على قلب جبرئيل، ولله في الخلق ثلاثة قلوبهم على قلب ميكائيل، ولله في الخلق واحد قلبه على قلب اسرافيل ، فاذامات الواحد ابدل الله مكانه من الثلاثة،واذامات من الثلاثة ابدل الله مكانه من الخمسة ،واذا مات من الخمسة ابدل الله مكانه من السبعة ،واذا مات من السبعة ابدل الله مكانه من الاربعين ،واذا مات من الاربعين ابدل الله مكانه ،من الثلاثمأة واذا مات من الثلاثمأة ابدل الله مكانه من العامة ،فيهم يحى ويميت ويمطر وينبت ويدفع البلاء.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کے لیے خلق میں تین سو اولیا ہیں کہ ان کے دل قلبِ آدم پر ہیں، اور چالیس کے دل قلبِ موسیٰ پر، اور سات کے قلبِ ابراہیم، اور پانچ کے قلبِ جبرئیل، اور تین کے قلبِ میکائیل، اور ایک کا دل قلبِ اسرافیل پر ہے، علیہم الصلوٰۃ والتسلیم۔ جب وہ ایک مرتا ہے تین میں سے کوئی اس کا قائم مقام ہوتا ہے اور جب ان میں سے کوئی انتقال کرتا ہے تو پانچ میں سے اس کا بدل کیا جاتا ہے، اور پانچ والے کا عوض سات سے، اور سات کا چالیس سے، اور چالیس کا تین سو سے، اور تین سو کا عام مسلمین سے کیا جاتا ہے۔ انہیں تین سو چھپن اولیا کے ذریعہ سے خلق کی حیات، موت، مینھ کا برسنا، نباتات کا اگنا، بلاؤں کا دفع ہونا ہوا کرتا ہے۔ (الامن والعلیٰ: ۶۷)

۴۱۹۰. عن بريدة الاسلمي رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: قراء القرآن ثلث، رجل قرء القرآن فاتخذه بضاعة فاستحرمه الملوك واستمال به الناس، ورجل قرء القرآن فاقام حروفه وضيع حدوده، كثر هؤلاء من قراء القرآن لاكثرهم الله تعالىٰ، ورجل قرء القرآن فوضع دواء القرآن على داء قلبه فاسهر به ليله واظمأبه نهاره وقاموا في مساجدهم وحبوا به تحت برانسهم ،فهؤلاء يدفع الله بهم البلاء ويزيل من الاعداء وينزل غيث السماء ،فوالله! لهؤلاء من القراء اعزمن الكبريت الاحمر .

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قرآن پڑھنے والے تین قسم کے لوگ ہیں: ایک وہ جو اس کے ذریعہ بادشاہوں کے یہاں عزت کا خواہاں ہوا اور لوگوں میں مقبولیت حاصل کرنے کے درپے رہا۔ دوسرا وہ جو قرآن عظیم کو اچھی آواز اور خوب ادائیگی کے ساتھ پڑھتا رہا لیکن اس کے احکام پر عمل نہ کیا۔ ان دونوں قسموں کے لوگ بہت ہیں، اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو تعداد میں زیادہ نہ کرے۔ تیسرا وہ شخص جس نے قرآنِ عظیم پڑھا اور اس کی دوا کو اپنے دل کی بیماری کا علاج بنایا تو اس سے اپنی رات جاگ کر اور اپنا دن پیاس یعنی روزے میں کاٹا اور اپنی مسجدوں میں قرآن کے ساتھ نماز میں قیام کیا اور اپنی زاہدانہ ٹوپیاں پہنے نرم آواز سے اس کے پڑھنے میں روئے تو یہ لوگ وہ ہیں جن کے طفیل میں اللہ تعالیٰ بلا دفع فرماتا ہے، اور دشمنوں سے مال و دولت وغنیمت دلاتا ہے، اور آسمان سے مینھ برساتا ہے، خدا کی قسم! قاریانِ قرآن میں ایسے لوگ گوگرد سرخ سے بھی کمیاب ہیں۔ (الامن والعلیٰ: ۶۸)

حواشی وحوالہ جات

۴۱۸۳. كنز العمال للمتقي، ۳۴۵۹۴، ۱۲/ ۱۸۶
۴۱۸۴. المعجم الاوسط للطبراني، ۴/ ۲۴۷
☆ مجمع الزوائد للهيثمي، ۱۰/ ۶۳
۴۱۸۵. المعجم الاوسط للطبراني، ۴/ ۲۴۷
☆ مجمع الزوائد للهيثمي، ۱۰/ ۶۳
۴۱۸۶. اتحاف السادة للزبيدي، ۸/ ۳۸۶
☆ الدر المنثور للسيوطي، ۱/ ۳۳۰
الحاوي للفتاوى، ۲/ ۴۲۸
☆ الآلي المصنوعة للسيوطي، ۲/ ۱۷۷
۴۱۸۷. مجمع الزوائد للهيثمي، ۱۰/ ۶۳
☆ اتحاف السادة للزبيدي، ۸/ ۳۸۶
۴۱۸۸. كنز العمال للمتقي، ۳۴۲۱۴، ۱۲/ ۱۹۱
۴۱۸۹. كنز العمال للمتقي، ۳۴۶۲۹، ۱۲/ ۱۹۴
۴۱۹۰. كنز العمال للمتقي، ۲۸۸۲، ۱/ ۶۲۳

جاری ہے......

گذشتہ سے پیوستہ

معارفِ حدیث
من افاضاتِ امام احمد رضا

۵۔ تبلیغ وعمل

کتاب العلم

مرتبہ: مولانا محمد حنیف خاں رضوی بریلوی

۲۵۶. عن امیر المؤمنین علی کرّم اللّٰه تعالیٰ وجهه الکریم قال: من علمنی حرفا فقد صیرنی عبدا ان شاء باع وان شاء اعتق.

امیر المؤمنین مولی المسلمین حضرت علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جس نے مجھے ایک حرف بھی سکھایا اس نے مجھے اپنا غلام بنالیا، اب خواہ وہ مجھے فروخت کرے یا آزاد کردے۔

(۹) کثرتِ سوال منع ہے

۲۵۷. عن أبی هریرة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم: ذَرُوْنِیْ مَا تَرَکْتُکُمْ، فَاِنَّمَا هَلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ بِکَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰی أَنْبِیَآءِ هِمْ فَاِذَانَهَیْتُکُمْ عَنْ شَیْءٍ فَاجْتَنِبُوْهُ وَاِذَأَمَرْتُکُمْ بِأَمْرٍ فَتَأتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس بات پر میں نے تم پر تضیق (تنگی) نہ کی اس میں مجھ سے تفتیش نہ کرو کہ اگلی امتیں اسی بلا سے ہلاک ہوئیں، میں جس بات کو منع کروں اس سے بچو اور جس کا حکم دوں اسے بقدر قدرت بجالاؤ۔

۲۵۸. عن سعد بن أبی وقاص رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم: اِنَّ أَعْظَمَ الْمُسْلِمِیْنَ فِی الْمُسْلِمِیْنَ جُرْمًا مَنْ سَأَلَ عَنْ شَیْءٍ لَمْ یُحَرَّمْ عَلَی النَّاسِ فَحُرِّمَ مِنْ أَجْلِ مَسْأَلَتِهٖ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک مسلمانوں کے بارے میں ان کا بڑا گنہگار وہ ہے جو ایسی چیز سے سوال کرے کہ حرام نہ تھی اس کے سوال کے بعد حرام کردی گئی۔

[۵] امام احمد رضا محدثِ بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

یہ احادیث باعلی ندا منادی کہ قرآن وحدیث میں جن باتوں کا ذکر نہیں، نہ ان کی اجازت ثابت، نہ ممانعت وارد، وہ اصل جواز پر ہیں، ورنہ اگر جس چیز کا کتاب وسنّت میں ذکر نہ ہو مطلقاً ممنوع ونا درست ٹھہرے تو اس سوال کرنے والے کی کیا خطا؟ اس کے بغیر پوچھے بھی وہ چیز ناجائز ہی رہتی بالجملہ یہ قاعدۂ نفیسہ ہمیشہ یاد رکھنے کا ہے کہ قرآن وحدیث سے جس چیز کی بھلائی یا برائی ثابت ہو وہ بھلی یا بری ہے، اور جس کی نسبت کوئی ثبوت نہ ہو وہ معاف وجائز ومباح وروا، اس کو حرام وگناہ ونا درست وممنوع کہنا شریعت پر افتراء ہے۔ (فتاوی رضویہ ۳/۵۲۷،۵۵۲)

(۱۰) زیادہ قیل وقال سے بچو

۲۵۹. عن المغیرة بن شعبة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال: قال صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم: اِنّ اللّٰهَ کَرِهَ لَکُمْ قِیْلَ وَقَالَ، وَکَثْرَةَ السُّؤَالِ وَاِضَاعَةَ الْمَالِ.

حضرت مغیرہ ابن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ بلاوجہ قیل وقال، کثرتِ سوال، اور مال برباد کرنے کو ناپسند فرماتا ہے۔ (فتاوی رضویہ ۶/۴۲۲)

(۱۱) نااہل کو ذمّے دار نہ بناؤ

۲۶۰. عن عبد اللّٰه بن عباس رضی اللّٰه تعالیٰ عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم:

مَنِ اسْتَعْمَلَ رَجُلاً مِّنْ عِصَابَةٍ وَّفِيهِمْ مَنْ هُوَ أَرْضَى لِلّٰهِ مِنْهُ فَقَدْ خَانَ اللّٰهَ وَخَانَ رَسُوْلَهُ وَخَانَ الْمُؤْمِنِيْنَ. (فتاوى رضويه حصه دوم ۹/۱۴۶)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی قریبی رشتہ دار کو حاکم بنایا اور لوگوں میں اس سے زیادہ کوئی شخص حاکم بننے کے لائق ہے تو اس نے اللہ و رسول اور تمام مؤمنین کی خیانت کی۔ ۱۲م

(۱۲) حصولِ علم برائے جاہ و مال مذموم ہے

۲۶۱. عن أبی هريرة رضی الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: مَنْ أَكَلَ بِالْعِلْمِ طَمَسَ اللّٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ، وَرَدَّهُ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَكَانَتِ النَّارُ أَوْلٰى بِهٖ. فتاوى رضويه حصه دوم ۹/۲۲

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے علم دین کو محض کھانے پینے کا ذریعہ بنایا اللہ تعالیٰ اسکی صورت بدل دے اور اس کو خائب و خاسر لوٹائے گا اور وہ مستحق جہنم ٹھہرے گا۔ ۱۲م

(۱۳) فتنوں کے ظہور کے وقت عالم پر علم کا ظاہر کرنا فرض

۲۶۳. عن معاذ بن جبل رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: إِذَا ظَهَرَتِ الْفِتَنُ أَوْ قَالَ الْبِدَعُ فَلْيُظْهِرِ الْعَالِمُ عِلْمَهُ، وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ، لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! جب ظاہر ہوں فتنے یا فسادیا بدمذھبیاں اور عالم اپنا علم اس وقت ظاہر نہ کرے تو اس پر اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت ہے۔ اللہ نہ اس کا فرض قبول کرے اور نہ نفل۔ (فتاویٰ رضویہ حصہ دوم ۹/۴۰، ۲۸۶)

حوالہ جات

۲۵۷. الجامع الصحيح للبخارى، الاعتصام، ۲/ ۱۰۸۲
☆ الصحيح لمسلم، الحج، ۱/ ۴۳۲
السنن لابن ماجة، المقدمه، ۱/ ۲
☆ الجامع للترمذى، العلم، ۲/ ۹۳
المسند لاحمد بن حنبل، ۲/ ۲۴۷
☆ السنن الكبرى للبيهقى، ۱/ ۳۸۸
التمهيد لابن عبد البر، ۱/ ۱۴۸
☆ مجمع الزوائد للهيثمى، ۱/ ۱۵۸
اتحاف السادة للزبيدى، ۲/ ۵۰
☆ الدر المنثور، ۲/ ۳۳۵
۲۵۸. الجامع الصحيح للبخارى، الاعتصام، ۲/ ۱۰۸۲
☆ الصحيح لمسلم، الفضائل، ۲/ ۲۶۲
السنن لابى داؤد، السنة، ۲/ ۲۳۶
☆ المسند لاحمد بن حنبل، ۱/ ۱۷۶
المستدرك للحاكم، ۳/ ۱۲۶
☆ التفسير للقرطبى، ۶/ ۳۳۵
مشكل الآثار للطحاوى، ۲۰/
☆ فتح البارى للعسقلانى، ۱/ ۲۶۴
۲۵۹. الجامع الصحيح للبخارى، الاستقراض، ۱/ ۳۲۴
☆ المسند لاحمد بن حنبل، ۴/ ۲۴۹
كنز العمال للمتقى، ۴۴۰۲۸، ۱۶/ ۸۶
☆ جمع الجوامع للسيوطى، ۴۹۴۳
۲۶۰. المستدرك للحاكم، ۴/ ۱۰۴
☆ كنز العمال للمتقى، ۱۴۶۸۷، ۶/ ۲۵
الترغيب والترهيب للمنذرى، ۳/ ۱۷۹
۲۶۲. الفردوس للديلمى، ۳/ ۱۰۶
☆ اتحاف السادة للزبيدى، ۳/ ۱۲۳
كنز العمال للمتقى، ۲۹۰۱۶، ۱۰/ ۱۹۳
۲۶۳. كنز العمال للمتقى، ۹۰۳، ۱/ ۱۷۹
☆ لسان الميزان لابن حجر، ۵/ ۹۱۱

جاری ہے......

معارفِ فقہ

عید الفطر

﴿ماخوذ از "احکامِ رمضان" از خلیفۂ اعلیٰ حضرت مبلغ اسلام علامہ شاہ محمد عبد العلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ﴾

جب سرکارِ دوعالم روحی فداہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینۂ طیبہ تشریف لائے، اہل مدینہ کو دیکھا کہ سال میں دو دن (مہرگان و نیروز) خوشی کرتے تھے، فرمایا۔ "یہ کیا دن ہیں؟" لوگوں نے عرض کیا۔ "جاہلیت میں ہم ان دنوں میں خوشی کرتے تھے۔" فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ نے ان کے بدلے میں ان سے بہتر دو دن تمھیں دیے عید الاضحیٰ و عید الفطر۔"

اس لیے عید الفطر کے مبارک دن صبح سویرے اٹھیے۔ نمازِ فجر سے فارغ ہو کر خط بنوایئے۔ ناخن ترشوایئے۔ مسواک کیجیے۔ غسل فرمایئے۔ حسب استطاعت مشروع جائز اچھے کپڑے پہنیے، نئے ہوں تو وہ، ورنہ دھلے ہوئے سہی۔ خوشبو لگایئے۔ جانے سے پہلے چند کھجوریں، چھوارے، یا کوئی میٹھی چیز کھایئے۔ بہتر یہ ہے کہ تین کھجوریں یا چھوارے کھایئے کہ سنّت یہی ہے۔

خود تو کھاتے پیتے، خوشیاں مناتے ہو، اپنے غریب بھائی بہنوں مسلمان یتیم و لاوارث بچوں کا خیال کیجیے اور صدقۂ فطر دیجیے۔

صدقۂ فطر

روزے معلق رہیں گے جب تک صدقۂ فطر نہ دوگے جو کچھ لغو اور بیہودہ باتیں روزہ میں ہوگئیں، صدقۂ فطر روزوں کو ان سے پاک کر دے گا۔ صدقۂ فطر عید کے دن صبح صادق طلوع ہوتے ہی واجب ہوتا ہے۔ ہر مسلمان آزاد جس کی ملک میں ہو اس وقت حاجت اصلی (حاجت اصلی سے مراد وہ ضروریات زندگی ہیں، جن کا انسان اپنی حیثیت کے مطابق زندہ رہنے کے لیے محتاج ہے مثلاً رہنے کا مکان، جاڑے، گرمی کے کپڑے، خانہ داری کا سامان، سواری کے جانور، مجاہد کے لیے ضروری ہتھیار، پیشہ ور کے لیے اوزار، علماء کے لیے ضرورت کی کتابیں۔ منہ) سے فاضل نصاب (نصاب ہر مال کا جداگانہ ہے۔ سونا ساڑھے سات تولہ، چاندی ساڑھے باون تولہ، اونٹ پانچ، گائیں تیس، بکریاں یا بھیڑیں چالیس، تجارت کی چیزیں سونے یا چاندی کے نصاب کی قیمت کی ہوں۔ منہ غفرلہ) کے قابل مال ہو (زکوٰۃ کے لیے نصاب پر سال گزرنا لازم مگر صدقۂ فطر کے لیے نہیں) مرد پر بھی واجب ہے کہ اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے بھی دے (اور بالغ اولاد کو دینے کی ہدایت کرے) اگر باپ نہ ہو تو دادا باپ کی جگہ ہے، اپنے یتیم پوتا پوتی کی طرف سے وہ صدقۂ فطر دے۔

ایک صدقۂ فطر کی مقدار

گیہوں یا اس کا آٹا یا ستو آدھا صاع۔ کھجور، منقیٰ یا جو یا اس کا آٹا یا ستو ایک صاع بالکل صحیح تحقیق سے یہ ثابت ہے کہ ایک صاع۔ آج کل (ساڑھے چار سیر) کے وزن کے برابر ہوتا ہے اور آدھا صاع (سوا دو سیر) وزن کے برابر۔ گیہوں اور جو دینے سے آٹا دینا افضل اور آٹے سے بھی بہتر اس کی قیمت کا دینا۔ صدقۂ فطر ہمیشہ اچھی عمدہ قسم کا ہو۔ اس لیے قیمت دے تو بھی عمدہ قسم کے گیہوں یا جو کی۔ اگر خراب قسم کا غلہ دیا یا معمولی درجہ کے اناج کی قیمت لگائی تو اسی قدر صدقۂ فطر میں کمی رہے گی جس کا پورا کرنا واجب

اگر چاول، جوار، باجرہ یا کسی اور ایسے ہی غلہ کی قسم سے صدقۂ فطر دینا چاہے تو گیہوں یا جو کی قیمت کا لحاظ کر کے دے یعنی نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جو کی قیمت میں جتنا وہ غلہ آئے اسی قدر، یہاں تک کہ گیہوں یا جو کی پکی پکائی روٹی دے تو بھی گیہوں یا جو کی قیمت کے لحاظ سے۔

وقت

مسنون و بہتر یہ ہے کہ عید گاہ جانے سے پہلے صدقۂ فطر ادا کر دے اور اگر نہ دیا تو واجب سر پر رہے گا۔ عمر بھر میں جب دینا چاہے ادا ہو جائے گا۔

عید کے دن صبح صادق طلوع ہوتے ہی واجب ہوتا ہے۔ پس جو شخص صبح ہونے سے پہلے مر گیا یا مالدار تھا، فقیر ہو گیا یا کافر صبح ہونے کے بعد مسلمان ہوا یا بچہ پیدا ہوا تو واجب نہ ہوا۔

صدقۂ فطر کس کو دیا جائے؟

صدقۂ فطر کے مستحق وہی ہیں جو زکوٰۃ کے مگر عاملوں (عامل بیت المال کا کارندہ۔ حکومتِ اسلامیہ کے بیت المال کے کارندوں کو یعنی زکوٰۃ و صدقات وصول کرنے والوں کی تنخواہیں صدقۂ فطر کی رقم سے نہیں دی جاسکتیں۔ ۱۲ منہ) کا اس میں حق نہیں مسلمان فقیر یعنی ایسا ضرورت مند جس کے پاس نصاب کے قابل مال نہیں یا اگر ہے تو قرض وغیرہ میں ڈوبا ہوا۔

مسلمان مسکین یعنی ایسا ضرورت مند جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو، نہ ستر ڈھکنے کو کپڑا نہ پیٹ بھرنے کو کھانا۔ جہاد یا حج کو جانے والا مفلس۔ علم دین پڑھنے پڑھانے والا متعلم یا معلم ایسا ضرورت مند مسلمان مسافر جس کے پاس اس وقت سفر میں نصاب کے قابل مال نہ ہو (اگرچہ گھر پر سب کچھ ہو)، بے یار و مددگار یتامیٰ ہوں یا متعلم و معلم یا فقیر و مسکین عالم جو زیادہ ضرورت مند وہی زیادہ مستحق۔

اپنی اصل یعنی دادا، دادی، نانا، نانی وغیرہ اور اپنی اولاد بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی وغیرہ کے سوا جو رشتہ ناتہ میں زیادہ قریب وہی سب سے اول حقدار، پھر ضرورت مند پڑوسی، پھر جو اپنی بستی میں زیادہ حاجت مند وہی دینے کے لیے اولیٰ۔

فقیر اگر عالم ہو تو اسے دینا جاہل کو دینے سے افضل۔ مگر عالم کو دے تو اس کے اعزاز کو ملحوظ رکھتے ہوئے ادب کے ساتھ نذر کی صورت میں دے۔ معاذ اللہ اگر عالم دین کی حقارت (کہ عالم کو عویلم یعنی ملاٹا یا ملانا جیسے تحقیر کے کلمات کہنا بھی کفر ہے)۔ (عالمگیری۔ منہ غفرلہ) کا وہم بھی دل میں آیا تو یہ ہلاکت بہت سخت ہلاکت ہے۔ کافر کو صدقہ فطر دینے سے ہرگز ادا نہ ہوگا۔ اکثر ناواقف غیر مسلم بھنگیوں کو صدقۂ فطر کا اناج تقسیم کیا کرتے ہیں۔ یہ تقسیم مال کا برباد کرنا ہے اور کچھ بھی نہیں۔ زکوٰۃ و صدقۂ فطر وغیرہ ذمی کافر (ذمی اس کافر کو کہتے ہیں جو سلطنت اسلامی میں مسلمانوں کی امان میں رہتا ہو اور جزیہ دیتا ہو اس کی جان و مال کی حفاظت سلطنتِ اسلامی پر واجب۔ منہ غفرلہ۔) کو بھی دینا جائز نہیں۔ نیز مسلم نما بدعقیدہ لوگ بھی ہرگز زکوٰۃ و صدقات کے مستحق نہیں۔ "مثلاً تبرائی رافضی، خارجی، قادیانی، بابی اور خدا جل و علاء و انبیاء علیہم التحیۃ والثناء میں سے کسی کی جناب میں ادنیٰ گستاخی کرنے اور کلمات توہین بکنے اور لکھنے والے کہ وہ یقیناً اسلام سے خارج۔"

ایک شخص کا فطرہ ایک ہی آدمی کو دینا بہتر اگر کئی کو تقسیم کیا تو بھی ادا ہو گیا اسی طرح چند آدمیوں کا فطرہ ایک مستحق کو دینا جائز۔

☆...☆...☆

نمازِ عید

نمازِ عید کے لیے شہر سے باہر عید گاہ جانا سنّت ہے۔ اگرچہ مسجد میں گنجائش ہو، بلاوجہ عید چھوڑنا گمراہی و بدعت ہے۔ ہاں اگر کوئی عذرِ شرعی مانع ہو تو اجازت۔ خوشی ظاہر کرتے ہوئے، کثرت سے صدقات و خیرات دیتے، اطمینان و وقار کے ساتھ نیچی نگاہ کیے آپس میں مبارکباد دیتے یہ تکبیر کہتے ہوئے عید گاہ جائیے:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ؕ

عید گاہ میں پہنچ کر جہاں جگہ پائے بیٹھ جائے لوگوں کو پھلانگ کر جانا سخت بے تمیزی ہے، جب تک نماز کھڑی ہو تکبیر و تہلیل و ذکرِ الٰہی میں مصروف رہیے۔

نمازِ عید سے قبل نفل نماز مطلقاً مکروہ ہے۔ عید گاہ میں ہو یا گھر پر۔ نیز نمازِ عید کے بعد عید گاہ میں نفل پڑھنا مکروہ۔ گھر پر پڑھ سکتا ہے۔

وقت

ایک نیزہ آفتاب بلند ہونے کے بعد سے ضحوۂ کبریٰ یعنی نصف النہار شرعی تک نمازِ عید کا وقت ہے مگر عید الفطر میں آفتاب بلند ہونے کے بعد ذرا دیر سے نماز پڑھنا مستحب۔ لیکن نہ اتنی کہ نمازِ عید کا سلام پھیرنے سے پہلے زوال ہو جائے کہ اس شکل میں نماز نہ ہو گی۔

نمازِ عید کی ترکیب اور ضروری مسائل

"دو رکعت نماز واجب عید الفطر چھ تکبیروں کے ساتھ ادا کرنے" کی نیت کیجیے۔ کانوں تک ہاتھ اُٹھا کر اَللّٰہُ اَکْبَر کہہ کر ہاتھ باندھ لیجیے اور سُبْحٰنَكَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِكَ ۔۔۔ آخر تک پڑھیے۔ پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائیے اور اَللّٰہُ اَکْبَر کہتے ہوئے ہاتھ چھوڑ دیجیے۔ پھر دوسری بار کانوں تک ہاتھ اُٹھائیے اور اَللّٰہُ اَکْبَر کہتے ہوئے ہاتھ چھوڑ دیجیے۔ پھر تیسری بار اَللّٰہُ اَکْبَر کہتے ہوئے ہاتھ اٹھائیے اور باندھ لیجیے۔ پھر امام اَعُوْذُ و بِسْمِ اللّٰہِ آہستہ پڑھ کر سورۂ فاتحہ اور جو کچھ قرآن عظیم سے پڑھنا ہے، جہر کے ساتھ پڑھے، مقتدی خاموش کان لگائے سنتے رہیں۔ سنائی نہ دے تو چپ چاپ کھڑے رہیں۔ رکوع اور سجدوں سے نمٹ کر، دوسری رکعت میں پہلے اَلْحَمْدُ اور جو کچھ قرآنِ عظیم سے پڑھنا ہے، پڑھے۔ پھر اَللّٰہُ اَکْبَر کہتے ہوئے کانوں تک ہاتھ اٹھائیے اور چھوڑ دیجیے۔ پھر کانوں تک اَللّٰہُ اَکْبَر کہتے ہوئے ہاتھ اٹھائیے اور چھوڑ دیجیے۔ پھر تیسری بار اَللّٰہُ اَکْبَر کہتے ہوئے ہاتھ اٹھائیے اور چھوڑ دیجیے۔ پھر چوتھی بار اَللّٰہُ اَکْبَر کہتے ہوئے رکوع میں جائیے اور نماز پوری کیجیے۔ بعد سلام خشوع و خضوع کے ساتھ مالک بے نیاز کی بارگاہ میں دستِ تمنا پھیلائے ہوئے مانگیے جو کچھ مانگنا ہے کہ اس کے خزانے میں کچھ کمی نہیں۔ جو مانگنا ہے، اب مانگ لو کہ ادھر دریائے رحمت جوش میں ہے۔ ابرِ کرم کے چھینٹے پڑ رہے ہیں۔ خوش نصیب ہے وہ جو آج پھر پور ہو جائے اور بدنصیب ہے وہ جو اس مبارک ساعت میں بھی محروم رہ جائے۔

خطبہ

نمازِ عید کے بعد امام کو دو خطبہ پڑھنا اور سب مقتدیوں کو غور و توجہ کے ساتھ چپ چاپ بیٹھ کر سننا سنّت ہے۔

خطیب پہلا خطبہ شروع کرنے سے پہلے ۹ بار اور دوسرے سے پہلے ۷ بار اور منبر سے اترنے سے پہلے ۱۴ بار اَللّٰہُ اَکْبَر کہے۔

اتباعِ امام

امام نے اگر نماز میں چھ تکبیر سے زیادہ کہیں تو مقتدی بھی امام کی پیروی کرے لیکن اگر تیرہ سے بھی زیادہ کہے تو پھر پیروی نہ کرے۔

پہلی رکعت میں امام کے تکبیریں کہنے کے بعد مقتدی جماعت میں شامل ہوا تو اسی وقت تین تکبیریں کہہ لے۔ اگرچہ امام نے قرأت شروع کر دی ہو۔ اگر اس نے نہ کہیں تھیں کہ امام رکوع میں چلا گیا تو خود بھی رکوع میں چلا جائے اور رکوع ہی میں تکبیریں کہہ لے۔ اور اگر امام کو رکوع میں پایا اور غالب گمان یہ ہے کہ تکبیریں کہہ کر رکوع میں مل جائے گا تو کھڑے کھڑے تکبیریں کہہ لے۔ اب اگر یہ تکبیریں کہنے نہ پایا تھا کہ امام نے رکوع سے سر اٹھایا تو تکبیریں اس کے ذمہ سے ساقط ہو گئیں۔ رکوع میں جب تکبیر کہے تو ہاتھ نہ اٹھائے۔ اگر امام کے رکوع سے اٹھنے کے بعد شامل ہوا تو اب تکبیریں نہ کہے۔ جب اپنی اس رکعت کو پورا کرنے کے لیے کھڑا ہو جائے تب کہہ لے۔

دوسری رکعت کی تکبیروں کی بھی یہی صورت ہے کہ رکوع تک کہہ سکے کہہ لے ورنہ جب اس رکعت کو پورا کرنے کھڑا ہو کہہ لے۔ امام تکبیریں کہنا بھول گیا اور رکوع میں چلا گیا تو نہ قیام کی طرف لوٹے نہ رکوع میں تکبیریں کہے۔

پہلی رکعت میں امام تکبیریں بھول گیا۔ قرأت شروع کر دی تو رکوع سے پہلے قرأت کے بعد کہہ لے۔

کسی عذر کے سبب عید کی نماز نہ ہو سکی مثلاً سخت بارش تھی یا چاند کی گواہی ایسے وقت گزری کہ اب نماز کا وقت نہیں رہا تو دوسرے دن پڑھ لیں۔

☆...☆...☆

عید گاہ جانے اور واپس آنے کے آداب

عید گاہ جانے کے لیے اگر پیدل چلنے کی طاقت رکھتا ہے تو بھی افضل ورنہ سواری پر جائے اور سواری پر واپسی ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔

جس راہ سے عید گاہ کو جائے، واپسی کے وقت اس کے سوا کسی دوسرے راستہ کو اختیار کرے کہ یہی سنت ہے۔ بعدِ نمازِ عید معانقہ و مصافحہ کرنا جیسا عموماً مسلمانوں میں رائج ہے ایک فعلِ مستحسن ہے کہ اس میں اظہارِ مسرت بھی ہے۔ اور جن کے دلوں میں بغض و کدورت تھی ان کے ملاپ کی بھی بہترین صورت۔ اہل اللہ کے نزدیک اس وقت کے معانقے میں خاص برکت کہ ایک ذاکر و شاغل قلب انوار و تجلیاتِ الٰہیہ کی جو خاص نورانیت اور کیفیت اپنے قلب میں پا رہا ہے۔ دوسرے اہلِ دل بھی اس سے متمتع (توجہ اتحادی صوفیائے کرام بصورتِ معانقہ ہی دیا کرتے ہیں۔ منہ غفرلہ) ہوں، اور روزہ کے مجاہدہ،، شب زندہ داری کی ریاضت اور نمازِ عید کی سعادت نے جو نسبت قلب میں پیدا کی ہے اس کی چاشنی دوسروں کے لیے بھی حرص دلانے والی اور شوق بڑھانے والی بنے۔ آج قلبی آنکھوں کو محوِ تماشا کیا جا رہا ہے تو کل انشاء اللہ تعالیٰ میدانِ حشر میں بے نقاب جلوہ گر ہوں گے اور بے حجابانہ عشاق کو دیدار دکھائیں گے کہ

اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اُجْزٰی بِہٖ سے اسی طرف اشارہ۔

فائزالمرام ہونے والوں سے درخواست کہ

چو با حبیب نشینی وبادہ پیمائی
بہ یاد آر حریفان بادہ پیمارا

☆...☆...☆

تَجَلِّی الْیَقِیْنِ بِاَنَّ نَبِیَّنَا سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْنَ

۵ ۰ ھ ۳ ۱

(یقین کا اظہار اس بات کے ساتھ کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام رسولوں کے سردار ہیں)

گزشتہ سے پیوستہ

امامِ اہل سنت اعلیٰ حضرت امام الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

آیتِ عاشرہ (دسویں آیت):

قرآن شریف کے تفصیلی ارشادات و محاورات و نقلِ اقوال و ذکرِ احوال پر نظر کیجیے، تو ہر جگہ اس نبی کریم علیہ افضل الصّلوٰۃ والتّسلیم کی شان سب انبیاے کرام علیہم الصلوٰۃ والسّلام سے بلند و بالا نظر آتی ہے، یہ وہ بحرِ ذخّار ہے جس کی تفصیل کو دفتر درکار۔ علماے دین مثل امام ابو نعیم و ابن فورک و قاضی عیاض و جلال سیوطی و شہاب قسطلانی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ نے ان تفرقوں سے بعض کی طرف اشارہ فرمایا۔ فقیر اوّل ان کے چند اخراجات ذکر کر کے پھر بعض امتیاز کہ باندک تامّل اِس وقت ذہنِ قاصر میں حاضر ہوئے ظاہر کرے گا تطویل سے خوف اور اختصار کا قصد بیں پر اقتصار کا باعث ہوا:

۱۔ خلیل جلیل علیہ الصلوٰۃ والتبجیل سے نقل فرمایا:

وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ۔[1]

اور مجھے رُسوانہ کرنا جس دن لوگ اٹھائے جائیں۔

حبیبِ قریب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے خود ارشاد ہوا:

یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰہُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ۔[2]

جس دن خدا رسوانہ کرے گا نبی اور اس کے ساتھ والے مسلمانوں کو۔

حضور کے صدقے میں صحابہ بھی اس بشارتِ عظمیٰ سے مشرف ہوئے۔

۲۔ خلیل علیہ الصّلوٰۃ والسلام سے تمنّائے وصال نقل کی: اِنِّیْ ذَاھِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَھْدِیْنِ[3] (بے شک میں اپنے رب کی

1۔ القرآن الکریم: ۲۶ /۸۷۔

2۔ القرآن الکریم: ۶۶/ ۸۔

3۔ القرآن الکریم: ۳۷/ ۹۹۔

طرف جانے والا ہوں اور وہ مجھے راہ دے گا۔ت) حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خود بلاکر عطائے دولت کی خبر دی:

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ [4] (پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا۔ت)۔

۳۔ خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آرزوے ہدایت نقل فرمائی: سَیَھْدِیْنِ [5] (وہ مجھے راہ دے گا۔ت)، حبیب صلی اللہ تالیٰ علیہ وسلم سے خود ارشاد فرمایا: وَیَھْدِیَکَ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا [6] (اور تمھیں سیدھی راہ دکھادے۔ت)

۴۔ خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے آیا فرشتے ان کے معزز مہمان ہوئے:

ھَلْ اَتٰکَ حَدِیْثُ ضَیْفِ اِبْرٰھِیْمَ الْمُکْرَمِیْنَ۔ [7]

اے محبوب! کیا تمھارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر آئی؟(ت)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے فرمایا فرشتے ان کے لشکری وسپاہی بنے:

وَاَیَّدَہٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْھَا۔ [8] (اور ان فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھیں۔ت)

رَبُّکُمْ بِخَمْسَۃِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ مُسَوِّمِیْنَ۔ [9] (تمھارا رب تمھاری مدد کو پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیجے گا۔ت)

وَالْمَلٰٓئِکَۃُ بَعْدَ ذٰلِکَ ظَھِیْرٌ۔ [10] (اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔ت)

۵۔ کلیم علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم کو فرمایا، انھوں نے خدا کی رضا چاہی:

وَعَجِلْتُ اِلَیْکَ رَبِّ لِتَرْضٰی [11]

اور تیری طرف میں جلدی کرکے حاضر ہوا کہ تو راضی ہو۔(ت)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے بتایا، خدا نے اُن کی رضا چاہی:

4۔ القرآن الکریم: ۱۷/ ۱۔

5۔ القرآن الکریم: ۳/ ۹۹۔

6۔ القرآن الکریم: ۴۸/ ۲۔

7۔ القرآن الکریم: ۵۱/ ۲۴۔

8۔ القرآن الکریم: ۹/ ۴۰۔

9۔ القرآن الکریم: ۳/ ۱۲۵۔

10۔ القرآن الکریم: ۶۶/ ۴۔

11۔ القرآن الکریم: ۲۰/ ۸۴۔

فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا[12]

توضرور ہم تمھیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمھاری خوشی ہے۔ (ت)

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى۔[13]

اور بے شک قریب ہے کہ تمھارا رب تمھیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ (ت)

۶۔ کلیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بخوفِ فرعون مِصر سے تشریف لے جانا بلفظِ فرار نقل فرمایا:

فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ۔[14]

تو میں تمھارے یہاں سے نکل گیا جبکہ تم سے ڈرا۔ (ت)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہجرت فرمانا باحسن عبارات ادا فرمایا:

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔[15]

اور اے محبوب! یاد کرو جب کافر تمھارے ساتھ مکر کرتے تھے۔ (ت)

۷۔ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے طُور پر کلام کیا اور اسے سب پر ظاہر فرمادیا:

وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ○ اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ،[16] الٰی اٰخر الاٰیات۔

اور میں نے تجھے پسند کیا، اب کان لگا کہ سُن جو تجھے وحی ہوتی ہے، بے شک میں ہی ہوں اللہ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری بندگی کر اور میری یاد کے لیے نماز قائم رکھ۔ (آیات کے آخر تک۔ ت)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فوق السمٰوٰت مکالمہ فرمایا اور سب سے چھپایا:

فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى۔[17]

اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔ (ت)

12۔ القرآن الکریم: ۲/ ۱۴۴۔
13۔ القرآن الکریم: ۹۳/ ۵۔
14۔ القرآن الکریم: ۲۶/ ۲۱۔
15۔ القرآن الکریم: ۸/ ۳۰۔
16۔ القرآن الکریم: ۲۰/ ۱۳ تا ۱۴۔
17۔ القرآن الکریم ۵۳/ ۱۰۔

۸۔ داوٗد علیہ الصّلوٰۃ والسلام کو ارشاد ہوا:

لَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ[18]

خواہش کی پیروی نہ کرنا کہ تجھے بہکادے خدا کی راہ سے۔

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں بقسم فرمایا:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى۔[19]

کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کہتا، وہ تو نہیں مگر وحی کہ القا ہوتی ہے۔

اب فقیر عرض کرتا ہے وباللہ التوفیق:

۹۔ نوح وہود علیہما الصلوٰۃ والسلام سے دُعا نقل فرمائی:

رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ۔[20]

الٰہی! میری مدد فرما بدلا اس کا کہ انھوں نے مجھے جھٹلایا۔

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خود ارشاد ہوا:

وَيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا۔[21]

اور اللہ تیری مدد فرمائے گا زبردست مدد۔

۱۰۔ نوح وخلیل علیہما الصلوٰۃ والتسلیم سے نقل فرمایا، انھوں نے اپنی اُمت کی دعائے مغفرت کی:

رَبَّنَا* اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ۔[22]

اے ہمارے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہو گا۔(ت)

18۔ القرآن الکریم ۳۸/ ۲۶۔

19۔ القرآن الکریم: ۵۳/ ۳ تا ۴ ۔

20۔ القرآن الکریم ۲۳/ ۲۶۔

21۔ القرآن الکریم ۴۸/ ۳۔

*یہ لفظ دعائے خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہیں، اور دعائے نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام ان لفظوں سے ہے: رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ۔ (القرآن الکریم: ۷۱/ ۲۸)

اے میرے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور اُسے جو ایمان کے ساتھ میرے گھر میں ہے اور سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کو۔(ت)

22۔ القرآن الکریم: ۱۷/ ۲۸۔

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خود حکم دیا اپنی امت کی مغفرت مانگو:

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ۔[23]

اور اے محبوب! اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔(ت)

۱۱۔ خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے آیا، انھوں نے پچھلوں میں اپنے ذکرِ جمیل باقی رہنے کی دُعا کی:

وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ۔[24]

اور میری سچی ناموری رکھ پچھلوں میں۔(ت)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خود فرمایا: وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ[25] (اور ہم نے تمھارے لیے تمھارا ذکر بلند کر دیا۔ت) اور اس سے اعلیٰ وارفع مژدہ ملا:

عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔[26]

قریب ہے کہ تمھارا رب تمھیں ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمھاری حمد کریں۔(ت)

کہ جہاں اولین و آخرین جمع ہوں گے حضور کی حمد وثناء کا شور ہر زبان سے جوش زن ہو گا۔

۱۲۔ خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قصہ میں فرمایا، انھوں نے قومِ لوط علیہ الصّلوٰۃ والسلام سے رفعِ عذاب میں بہت کوشش کی يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ[27] (ہم سے لوط کے بارے میں جھگڑنے لگا۔ت) يٰٓاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا[28] اے ابراہیم! اس خیال میں نہ پڑ۔ عرض کی: اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا[29] اس بستی میں لوط جو ہے۔ حکم ہوا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا[30] ہمیں خوب معلوم ہے جو وہاں ہیں۔ حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ارشاد ہوا:

23۔ القرآن الکریم: ۴۷/ ۱۹۔

24۔ القرآن الکریم: ۲۶/ ۸۴۔

25۔ القرآن الکریم: ۹۴/ ۴۔

26۔ القرآن الکریم: ۱۷/ ۷۹۔

27۔ القرآن الکریم: ۱۱/ ۷۴۔

28۔ القرآن الکریم: ۱۱/ ۷۶۔

29۔ القرآن الکریم: ۲۹/ ۳۲۔

30۔ القرآن الکریم: ۲۹/ ۳۲۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ۔[31]

اللہ ان کافروں پر بھی عذاب نہ کرے گا جب تک اے رحمتِ عالم! تُو ان میں تشریف فرما ہے۔

۱۳۔ خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نقل فرمایا: رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ[32] الٰہی! میری دُعا قبول فرما۔ حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اُن کے طفیلیوں کو ارشاد ہوا:

قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ۔[33]

تمھارا رب فرماتا ہے مجھ سے دُعا مانگو میں قبول کروں گا۔

۱۴۔ کلیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معراج درختِ دنیا پر ہوئی:

نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ۔[34]

ندا کی گئی میدان کے دائیں کنارے سے برکت والے مقام میں پیڑ سے۔ (ت)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معراج سدرۃ المنتہے و فردوسِ اعلیٰ تک بیان فرمائی:

عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى () عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى۔[35]

سدرۃ المنتہیٰ کے پاس، اس کے پاس جنت الماوٰی ہے۔ (ت)

۱۵۔ کلیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے وقتِ ارسال اپنی دل تنگی کی شکایت کی:

وَيَضِيْقُ صَدْرِيْ وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِيْ فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ[36]

اور میرا سینہ تنگی کرتا ہے اور میری زبان نہیں چلتی تو تُو ہارون کو بھی رسول کر۔ (ت)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خود شرحِ صدر کی دولت بخشی، اور اس سے منتِ عظمیٰ رکھی۔ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (کیا ہم نے تمھارا سینہ کشادہ نہ کیا۔ ت)

31۔ القرآن الکریم: ۸/ ۳۳۔

32۔ القرآن الکریم: ۱۴/ ۴۰۔

33۔ القرآن الکریم: ۴۰/ ۶۰۔

34۔ القرآن الکریم: ۲۸/ ۳۰۔

35۔ القرآن الکریم: ۵۳/ ۱۴ تا ۱۵۔

36۔ القرآن الکریم: ۲۶/ ۲۳۔

۱۶۔ کلیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر حجابِ نار سے تجلّی ہوئی:

فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِيَ اَنْ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا[37]

پھر جب وہ آگ کے پاس آیا، ندا کی گئی کہ برکت دیا گیا وہ جو اس آگ کی جلوہ گاہ میں ہے (یعنی حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام)۔

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جلوۂ نور سے تجلّی ہوئی اور وہ بھی غایت تفخیم و تعظیم کے لیے بالفاظِ ابہام بیان فرمائی گئی:

اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى۔[38]

جب چھا گیا سدرہ پر جو کچھ چھایا۔

ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، بزار، ابو یعلیٰ، بیہقی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل معراج میں راوی:

ثم انتھی الی السدرۃ فغشیھا نور الخلّاق عزوجل فکلّمہ تعالیٰ عند ذٰلک فقال لہ سل۔[39]

پھر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سدرہ تک پہنچے۔ خالق عزّوجل کا نور اس پر چھایا۔ اس وقت جل جلالہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کلام کیا اور فرمایا: مانگو اھ ملخصاً۔

۱۷۔ کلیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے اپنے اور اپنے بھائی کے سوا، سب سے براءت و قطع تعلق نقل فرمایا۔ جب اُنھوں نے اپنی قوم کو قتالِ عمالقہ کا حکم دیا اور انھوں نے نہ مانا۔ عرض کی:

رَبِّ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَاَخِيْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ[40]

الٰہی! میں اختیار نہیں رکھتا مگر اپنا اور اپنے بھائی کا، تو جدائی فرمادے ہم میں اور اس گنہگار قوم میں۔

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظلِ وجاہت میں کفار تک کو داخل فرمایا:

37۔ القرآن الکریم: ۲۷/ ۸۔

38۔ القرآن الکریم: ۵۳/ ۱۶۔

39۔ تفسیر ابن ابی حاتم، تحت الآیۃ ۱۷/۱، مکتبہ نزار مصطفےٰ البابی مکۃ المکرمہ ریاض ۷/ ۲۳۱۳۔

جامع البیان (تفسیر طبری) تحت الآیۃ ۱۶/ ۵۳، دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۷/ ۶۸۔

الدر المنثور، بحوالہ البزار وابویعلیٰ وابن ابی حاتم وابن مردویۃ والبیہقی، تحت الآیۃ ۱۷/ ۱، ۵/ ۱۷۸۔

40۔ القرآن الکریم: ۵/ ۲۵۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ○[41]

اور اللہ کا کام نہیں کہ انھیں عذاب کرے جب تک اے محبوب! تم ان میں تشریف فرما ہو۔(ت)

عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ○[42]

قریب ہے کہ تمھارا رب تمھیں اس جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمھاری حمد کریں۔(ت)

یہ شفاعتِ کبریٰ ہے کہ تمام اہلِ موقف موافق و مخالف سب کو شامل۔

۱۸۔ ہارون و کلیم علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے لیے فرمایا، انھوں نے فرعون کے پاس جاتے اپنا خوف عرض کیا:

رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى۔[43]

اے ہمارے رب! بے شک ہم ڈرتے ہیں کہ وہ ہم پر زیادتی کرے یا شرارت سے پیش آئے۔(ت)

اس پر حکم ہوا:

لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰى ط[44]

ڈرو نہیں، میں تمھارے ساتھ ہوں، سنتا اور دیکھتا۔

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خود مژدۂ نگہبانی دیا: وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ[45] (اور اللہ تمھاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے۔ت)

۱۹۔ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں فرمایا ان سے پرائی بات پر یُوں سوال ہوگا:

يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔[46]

اے مریم کے بیٹے عیسےٰ! کیا تو نے لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا دو خدا ٹھہرا لو۔

معالم میں ہے اِس سوال پر خوفِ الٰہی سے حضرت روح اللہ صلوات اللہ وسلامہٗ علیہ کا بند بند کانپ اُٹھے گا اور ہر بُنِ مُو

41۔ القرآن الکریم: ۸/ ۳۳۔

42۔ القرآن الکریم: ۱۷/ ۷۹۔

43۔ القرآن الکریم: ۲۰/ ۴۵۔

44۔ القرآن الکریم: ۲۰/ ۴۶۔

45۔ القرآن الکریم: ۵/ ۶۷۔

46۔ القرآن الکریم: ۵/ ۱۱۶۔

سے خون کا فوارہ بہے گا پھر جواب[47] عرض کریں گے جس کی حق تعالیٰ تصدیق فرماتا ہے۔ حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب غزوۂ تبوک کا قصد فرمایا اور منافقوں نے جھوٹے بہانے بنا کر نہ جانے کی اجازت لے لی۔ اس پر سوال تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی ہوا مگر یہاں جو شانِ لطف و محبت و کرم و عنایت ہے قابلِ غور ہے ارشاد فرمایا:

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ۔[48]

اللہ تجھے معاف فرمائے، تُونے انھیں اجازت کیوں دے دی۔

سبحان اللہ! سوال پیچھے ہے اور محبت کا کلمہ پہلے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

۲۰۔ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نقل فرمایا: انھوں نے اپنے امتیوں سے مدد طلب کی:

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ[49]

پھر جب عیسٰے نے ان سے کفر پایا، بولا کون میرے مددگار ہوتے ہیں اللہ کی طرف۔ حواریوں نے کہا ہم دین خدا کے مددگار ہیں۔

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت انبیاء و مرسلین کو حکم نصرت ہوا: لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ[50] (تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ ت)

غرض جو کسی محبوب کو ملا وہ سب اور اس سے افضل و اعلیٰ انھیں ملا، اور جو انھیں ملا وہ کسی کو نہ ملا۔

حُسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تُو تنہا داری

آپ یوسف (علیہ السلام) کا حسن، عیسیٰ (علیہ السلام) کی پھونک اور روشن ہاتھ رکھتے ہیں۔ جو کمالات وہ سارے رکھتے ہیں آپ اکیلے رکھتے ہیں۔ ت)

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وکرم، والحمد للہ رب العٰلمین۔

﴿جاری ہے---

47۔ معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الآیۃ ۵/ ۱۱۶، دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۶۶۔

48۔ القرآن الکریم: ۹/ ۴۳۔

49۔ القرآن الکریم: ۳/ ۵۲۔

50۔ القرآن الکریم: ۳/ ۸۱۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ حاسدوں کے نرغے میں

مولانا اختر شاہ جہان پوری

انگریز تجارت کی غرض سے آئے لیکن ہندوستان کو سونے کی چڑیا دیکھ کر۔ پاؤں پھیلانے شروع کر دیے۔ جب آہستہ آہستہ بہت سے علاقوں پر قبضہ کر لیا تو سلطان حیدر علی والیٔ میسور اور مرہٹوں نے مقابلہ شروع کر دیا۔ انگریز عیاروں نے کئی راجے اور نواب گانٹھ لیے۔ حیدر علی کے بعد اس کا فرزند سلطان ٹیپو شہید بھی اپنے باپ کا سچا جانشین ثابت ہوا۔

جب اسلام کا یہ مایۂ ناز سپوت بھی سرنگاپٹم کے قلعے میں محصور ہو کر آخری دم تک انگریزوں سے لڑتا ہوا جام شہادت نوش کر گیا۔ تو مسلمانانِ ہند کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا کیونکہ ان کی امیدوں کے چراغ کی سحر ہو گئی تھی۔

برطانوی اچھی طرح جانتے تھے کہ ہندوستان کے اندر مسلمان ہی وہ بیدار اور زندہ دل قوم ہے جو کسی وقت بھی انہیں آرام سے حکومت نہ کرنے دے گی۔ سلطان ٹیپو شہید اور بہادر شاہ ظفر کے انجام سے مسلمانوں کی ملکی اور سیاسی طاقت کا ہندوستان میں تقریباً خاتمہ ہو گیا۔ باقی رہ گئے صرف عوام جن کا مذہبی جوش بھی زبردست خطرہ نظر آتا تھا۔ چنانچہ اسی جوش کو سرد کرنے کے لیے ان مکاروں نے کرائے کے مولوی اور صوفی تلاش کرنے شروع کیے۔ جو ئندہ یابندہ اور پھر پیسے سے کون سا کام بن نہیں پڑتا؟ کٹھ ملاؤں کی پوری کھیپ ہاتھ آگئی۔ ان کرائے کے ٹٹوؤں نے اسلام کا حلیہ مسخ کرنا شروع کیا۔ اور تفریق بین المسلمین کا کام سرانجام دے کر گورنمنٹ برطانیہ کا حق نمک ادا کیا۔

کرائے کے مولویوں نے کسی طرح سے مسلمانوں پر کفر و شرک کی توپ داغی اور کسی طرف سے اکثر کار ہائے خیر پر بدعت کے گولوں کی دھواں دھار بارش شروع کر دی۔ ایک سمت سے نئی نبوت کی آوازیں آنے لگیں۔ اور ساتھ ہی کنواری بتول اور ان کے فرزند یعنی اللہ تعالیٰ کے ایک برگزیدہ رسول حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مغلظات سے نوازا جا رہا تھا۔ ایک اور گوشے سے شش مثل کے نغمے بلند ہو رہے تھے کہ چھ آدم، چھ نوح، چھ ابراہیم، چھ موسیٰ اور چھ محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ نیز خاتم النبیین کا مطلب آخری نبی نہیں ہے بلکہ سب سے اعلیٰ شان اور بالذات والا نبی ہے۔ خاتم النبیین کے بعد ہزاروں نبی اور بھی آجائیں تو خاتمیت میں کوئی فرق نہیں آتا۔

ایک طرف یہ تان اڑائی جا رہی تھی کہ خدا تعالیٰ جھوٹ بول سکتا، بلکہ بولتا کسی ساری مخلوق کے مجموعی جھوٹ سے بھی زیادہ بولتا ہے۔ کیوں کہ اس کی قدرت بندوں سے کم نہیں ہے بلکہ وہ ہر چیز پر قادر اور بے پناہ قدرت والا ہے۔ نیز نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شیطان مردود کا علم زیادہ ہے۔ میلاد کنہیا کے سانگ کی طرح فرضی خرافات بلکہ قابل لوم و حرام و فسق ہے۔

انبیاے کرام کے لیے علمِ غیب کے حصول کو کفر و شرک بتایا جارہا تھا حالانکہ نبوت کے معنٰی ہی "غیب دانی" ہے۔ دوسری طرف تقلیدِ شخصی کو شرک بتا کر نو صدیوں کے مسلمانوں کو کافر و مشرک قرار دیا جارہا تھا۔

ایک مدرسے سے آواز آرہی تھی کہ نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پاک علم، بچوں، پاگلوں اور جانوروں جیسا ہے۔ اپنی نبوت کے کلمے پڑھوائے جارہے تھے۔ یوپی کے مرکز میں یوں تان اُڑرہی تھی کہ جنت و دوزخ اور حشر و نشر کی باتیں ملاؤں کی ایجاد ہیں۔ معجزہ اور کرامت کوئی چیز نہیں۔ قرآن کو موجودہ انجیل پر کوئی فوقیت نہیں۔ جنات اور ملائکہ انسانی قوتوں کے ہی نام ہیں۔ معراج اور شق القمر بناوٹی باتیں ہیں۔ انگریزوں کا ذبیحہ بلکہ گردن مروڑی ہوئی مرغی بلکہ سوٗر کے علاوہ ہر چیز کھانا جائز ہے۔ انگریز خدا کی طرف سے آمر ہیں۔ ان کا باغی خدا کا باغی اور اسلام سے خارج ہے۔ ندوہ میں اسلام کی کھچڑی بنائی جارہی تھی جٹا دھاری نئے گل کھلا جارہا تھا۔ تحریکِ خلافت عجیب بولی بول رہی تھی۔ اور صلح کلیت والے گلے ملا کر یہ راگ الاپ رہے تھے

ہندو مسلم سکھ عیسائی آپس میں ہیں بھائی بھائی
بھائی کو بھائی پیارا، ایسا ہوگا چلن ہمارا

پنڈت دیانند سرسوتی نے اسلام کے بعض اصول لیے اور ہندو مت کو آسان کرکے آریہ مذہب کرکے ترویج شروع کردی، تو کتنے ہی مسلمان کفر و ارتداد کے سمندر کی لہروں کی نذر ہوگئے۔ غرض یہ کہ بے دینی کا دور آنے لگا، مقدس مذہب اسلام کے کتنے ہی خانہ ساز اسلام بن گئے۔ مسلمان آپس میں دست و گریبان ہونے لگے۔ بھائی بھائی کا مذہب ایک نہ رہا۔ باپ اور بیٹے مختلف الخیال ہوگئے۔

جب بے دینی کا یہ سیلاب اُمنڈ آرہا تھا۔ اس وقت ضرورت تھی کہ کسی طرح سے اس کا رخ پھیر ڈالا جائے۔ آخر کار ایک ایسا مردِ مجاہد آیا۔ کہاں؟ بریلی شہر میں۔ کون؟ مجددِ مائۃِ حاضرہ اعلیٰ حضرت عبد المصطفیٰ مولانا احمد رضا خاں بریلوی۔ کب؟ جنگِ آزادی سے تقریباً ایک سال پہلے ۱۴؍ جون ۱۸۵۴ء بمطابق ۱۰؍ شوال ۱۲۷۲ھ میں۔ تاریخ ولادت اس آیت سے نکلتی ہے:

"اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ"

اسلام کا یہ مایہ ناز فرزند اُمتِ محمدیہ کا درخشاں ستارہ، غوثِ اعظم کا پیارا، امامِ اعظم کی آنکھوں کا تارا، سنیت کا دلارا، حنفیّت کا سہارا، چودھویں صدی میں اسلام کی کشتی کا کھیون ہارا آیا اور اس شان سے آیا کہ تقریباً چودہ سال کی عمر میں تمام علومِ دینیہ و عقلیہ میں درجۂ کمال حاصل کرکے مسندِ افتا پر رونق افروز ہوا۔ اسلام اور مسلمانوں کی حالت دیکھی تو دل تڑپ اُٹھا۔ انگریزی مولویوں کی کارگزاریوں پر غیرتِ ایمانی میں جوش آیا پھر کیا تھا سب کی تردید کی ہر ایک کی مکاریوں اور عیاریوں کا کافی و شافی رد کیا کہ موافق کو گنجائش افزائش اور مخالف کو مجال دم زدن نہ رہی۔ غرض یہ کہ دودھ کا دودھ پانی کا پانی کر دکھایا جسے دیکھ کر بے ساختہ زبان پر آہی جاتا کہ

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم

جس سمت آگئے ہو سکے بٹھادیے ہیں

آپ کی تصانیف تقریباً پچاس علوم وفنون پر مشتمل ہیں۔ جن کی تعداد ایک ہزار سے متجاوز ہے۔ وہ بھی اس درجے کی کہ جس موضوع پر قلم اُٹھایا گنجائش باقی نہ چھوڑی۔ اہلِ علم کا کہنا ہے کہ گذشتہ دو صدیوں میں اتنا جامع اور وسیع النظر عالم کوئی نہیں ہوا۔ مصنفات کو دیکھیے تو علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد اس درجے کا صاحبِ تصانیفِ کثیرہ کوئی نہیں ہوا۔ آپ کی تصانیف ایسی نہیں کہ کسی جگہ کوئی تقریر کی اور چھپوا کر ایک کتاب شمار کرلی۔ یا کسی کتاب کا ترجمہ کرکے اپنی تصانیف میں ایک کی گنتی اور بڑھالی بلکہ سب مستقل تصانیف ہیں۔

آیئے آپ کو اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی چند تصانیف سے متعارف کروں۔ اعلیٰ حضرت نے لاکھوں فتوے لکھے۔ مگر سب کو نقل نہ کیا گیا۔ جو نقل کیے گئے اُن کے مجموعے کا نام "العطایا النبویۃ فی الفتاویٰ الرضویۃ"

اس کی جہازی سائز کی بارہ جلدیں ہیں۔ ہر جلد میں تقریباً ایک ہزار صفحات ہیں۔ ہر فتوے میں دلائل کا سمندر موجزن ہے۔ قرآن و حدیث، فقہ، منطق اور کلام میں آپ کی نظر اتنی گہری اور وسیع تھی کہ مخالفین کو بھی اس سے استفادہ کے بغیر چارہ نہیں۔ ندوۃ العلماء والے مخالف ہونے کے باوجود خود فتاویٰ رضویہ استفادہ کے لیے چھپواتے ہیں۔

سچے خدا پر جھوٹ کی تہمت رکھنے والوں کے رد میں "سُبْحٰنَ السُّبُّوْحِ عَنْ عَیْبِ کَذِبٍ مَّقْبُوْحٍ" ایک عظیم رسالہ تحریر فرمایا جس نے مخالفین کے دم توڑ دیے، قلم نچوڑ دیے حتیٰ کہ کسی میں اُس وقت سے آج تک جرأت نہ ہوئی کہ اس رسالے کا جواب لکھے یا اس موضوع پر منہ کھولے۔ اس رسالے میں تیس نصوص، پچیس دلائل، دس حجتیں اور پورے دو سو تازیانے ہیں جن کی روشنی میں خدا کو جھوٹا بتانے والے پر اٹھتر وجہ سے لزومِ کفر ثابت کیا ہے۔

دوسری کفریہ عبارتوں کی آپ سالہا سال تک تردید کرتے رہے مگر جب کسی فہمائش اور عدد کا کوئی ایسا اثر نہ پڑا کہ وہ ان سے رجوع کریں تو مجبوراً ۱۳۲۰ھ میں آپ نے "اَلْمُعْتَمَدُ الْمُسْتَنَدُ" لکھ کر حکم تکفیر جاری کیا اور اس کا خلاصہ کرکے معہ اُن اصل کتابوں کے جن میں بیہودہ عبارتیں تھیں علمائے حرمین کی خدمت میں پیش کیا۔ اُن سب نے آپ کی تصدیق کی اور تقریظیں لکھیں۔ جن کے مجموعے کا نام "حُسَامُ الْحَرَمَیْنِ عَلٰی مَنْحَرِ الْکُفْرِ وَالْمَیْنِ" ہے۔ اس کے شروع میں تمہید ایمانی بھی شامل فرمائی جو علیٰ وجہ الکمال ایمان افروز اور کفر سوز ہے۔

جب حسام الحرمین پر بعض لوگوں نے بہتان دھرنے شروع کیے، تو اس کو علمائے ہند کی خدمت میں پیش کردیا۔ انہوں نے تصدیق کی اور تقاریظ ثبت فرمائیں۔ ان دو سو اڑسٹھ تقریظوں کے مجموعے کا نام "اَلصَّوَارِمُ الْہِنْدِیَّۃُ" ہے۔ شرک وکفر کی توپ کے جواب میں "اَلْکَوْکَبَۃُ الشِّہَابِیَّۃُ اور سَلُّ السُّیُوْفِ الْہِنْدِیَّۃِ" وغیرہ رسائل تحریر فرمائے۔

بعض خرافات کی بنا پر ستر بلکہ زائد وجوہات سے لزومِ کفر ثابت کرکے مسلمانوں کو ان خرافات سے اجتناب کرنے کی نصیحت فرمائی۔

سماعِ موتیٰ کے منکرین کے رد میں "حَیَاتُ الْمَوَاتِ" رسالہ تحریر فرمایا۔ جس میں ساڑھے چار سو نصوص سے اس امر کو ثابت فرمایا کہ مُردے خواہ مسلمان ہوں یا کافر سب سنتے ہیں۔ اور بزرگ بعدِ وصال امداد بھی کرسکتے ہیں، بلکہ کرتے ہیں۔

شفاعت کے منکرین کے رد میں "اِسْمَاعُ الْاَرْبَعِیْنَ" اور سرورِ کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سایہ ثابت کرنے والوں کی صغریٰ شکنی کے لیے "نَفْیُ الْفَیْءِ" اور قَمَرُ التَّمَامِ وغیرہ رسالے تحریر فرمائے بعض لوگوں نے انگوٹھے چومنے کے مسئلے کو بدعت اور ناجائز بتایا، تو "مُنِیْرُ الْعَیْنِ فِیْ حُکْمِ تَقْبِیْلِ الْاِبْهَامَیْنِ" کے نام سے آپ نے ایک مبسوط رسالہ تحریر فرمایا جس میں دلائل کے علاوہ پورے علمِ اصولِ حدیث پر بحث فرمائی۔ جس کی وجہ سے کسی مخالف کے لیے گنجائش نہ رہی کہ اس مسئلے پر منہ کھولے۔

"یا رسول اللہ" کہنے پر کفر و شرک کا فتویٰ جڑنے والوں کی فہمائش کے لیے:

"اَنْوَارُ الْاِنْتِبَاهِ فِیْ حِلِّ نِدَآءِ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ" رسالہ تحریر فرمایا اور ثابت کیا کہ منکرین کے مسلّمہ بزرگ بھی یا رسول اللہ کہا کرتے تھے۔

مسئلۂ علم غیب پر قلم اُٹھایا تو دریا بہادیے۔ دلائل کا ایک بحرِ زخار "مالی الجیب فی علوم الغیب" کے نام سے جمع کردیا جس میں ادلہ ثلاثہ کی فراوانی، حجتوں کی مثل دریا روانی اور فنِّ مناظرہ کی جولانی تھی۔ اس طوالت کو دیکھ کر "اَللُّؤْلُؤُ الْمَكْنُوْنُ فِیْ عِلْمِ الْبَشِیْرِ مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ" کے نام سے تلخیص فرمائی جس میں صرف وہی دلائل جمع کیے جن سے ثابت تھا کہ جو اب تک ہو اور آئندہ قیامت تک ہوگا۔ وہ سب کچھ اور اس سے زائد جتنا اللہ تبارک و تعالیٰ نے چاہا اپنے محبوب کو بتادیا ہے۔ متقدمین و متاخرین کا یہی مسلک ہے۔ جب بعض حضرات نے کچھ حرکت مذبوحی دکھائی۔ اور جن آیات میں علم بالاستقلال اور جمیع معلوماتِ الٰہیہ کی مخلوق کے لیے نفی ہے ان سے استناد شروع کردیا کہ اپنوں میں بھرم بنا رہے گا تو آپ نے "خالص الاعتقاد" اور "اِنْبَآءُ الْمُصْطَفٰی" تحریر فرماکر ان شبہات کا بھی ازالہ کردیا اور منکرین کو سوائے خاموشی چارہ نہ رہا۔

جب آپ ۱۳۲۳ھ میں دوبارہ حج بیت اللہ کے لیے گئے۔ تو شیخ صالح کمال رحمۃ اللہ علیہ نے چند سوال متعلقہ بہ علم غیب آپ کی خدمت میں پیش کیے۔ مرجع العلماء اور مرکز دائرہ تحقیق ہونے کی بنا پر سوال آپ کی خدمت میں جواب کے لیے پیش کیے گئے تھے۔ کیونکہ علمائے حرمین آپ کی علمیت اور بعض نادر تصانیف سے بہرہ ور ہوچکے تھے جن میں ایک سوال شاہ سلامت اللہ رامپوری علیہ الرحمۃ کے بارے میں بھی تھا جو بعض بدخواہوں نے عائد کیا تھا۔ آپ نے مختلف نشستوں کے اندر بخار ہونے کے باوجود ساڑھے آٹھ گھنٹے کی قلیل مدت میں وہ جواب دیا کہ مخالفین و منکرین کے تیور اُلٹ گئے۔ رسالہ "الدولۃ

المکیہ بالمادۃ الغیبیہ" شریف علی پاشا کے دربار میں برملا پڑھا گیا۔ علمائے حرمین نے اس پر تقاریظ لکھنا اپنی سعادت مندی سمجھا۔ غرض یہ کہ ایک جہاں مؤید تھا۔ آپ کی علمیت ہر خاص وعام پر ظاہر ہو گئی۔ بہت سے علمائے حرمین شریفین نے آپ سے بیعت کی اجازتیں لیں اور سندیں حاصل کیں آپ کا اس درجہ اعزاز کیا کہ آج تک کسی غیر عرب کو اس مقدس سرزمین میں حاصل نہیں ہوا۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

نوٹ کے بارے میں علمائے مکہ کو چند باتوں میں خلجان تھا کوئی قطعی فیصلہ نہ ہونے پاتا تھا۔ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں نوٹ سے متعلق بارہ سوال کیے گئے آپ نے "کِفلُ الْفَقِیہِ الْفَاھِمِ" کے نام سے ایسا کافی وشافی ووافی جواب دیا کہ علماء مکہ مکرمہ انگشت بدنداں رہ گئے۔ انہوں نے اس رسالہ پر بھی دھوم دھام سے تقریظیں لکھیں اور بزبانِ حال گویا ہوئے۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

بعض لوگ مرشد کے لیے تعظیمی سجدہ جائز بتانے لگے تھے اور شریعت وطریقت میں تفرقہ بتاتے تھے ان کے رد میں "الزبدۃ الزکیہ" اور "مقال عرفاء" وغیرہ رسالے لکھ کر جٹادھاری اور اس کے جملہ کاسہ لیسوں کی سرکوبی فرمائی۔ یہ فتنہ بھی ہمیشہ کے لیے دبا دیا۔ اور واضح فرمایا کہ شریعت وطریقت جدا جدا نہیں ہیں۔

بعض لوگ سرورِ کون ومکان صلی اللہ علیہ وسلم کے سید المرسلین ہونے کے منکر تھے اُن کے رد میں ایک رسالہ "تجلی الیقین بأن نبینا سید المرسلین" کے نام سے تحریر فرمایا اور بے شمار آیات واحادیث سے اس امر کو ثابت کیا۔

تقلیدِ شخصی کے منکرین اور ائمۂ کرام پر طعن کرنے والوں کی فہمائش کے لیے "الفضل الموھبی" "النھی الاکید، صَفَآئِحُ اللُّجَیْنِ، السھم لشھابی وغیرہ رسائل تحریر فرمائے۔

بعض پنشن یافتہ مولویوں نے اپنے آقاؤں کے اشارے پر کہنا شروع کر دیا کہ انبیائے کرام بھی ہماری طرح ہی مجبور ہوتے ہیں۔ وہ دنیاوی زندگی میں یا بعدِ وصال کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ نہ کسی کے کام آسکتے ہیں جو انہیں بااختیار وباتصرف مانتا اسے کافر، مشرک اور گردن زنی قرار دیتے۔ مجدد مأتہ حاضرہ نے اس موضوع پر بھی قلم اُٹھایا اور رسالۂ مبارکہ " اَلْاَمْنُ وَالْعُلٰی لِنَاعِتِی الْمُصْطَفٰی بِدَافِعِ الْبَلَآءِ" تحریر فرمایا جس میں ساٹھ آیتوں اور تقریباً تین سو احادیث سے انبیائے کرام اور اولیائے عظام کے اختیارات اور تصرفات کو ثابت فرمایا ہے۔ اور منکرین کے منہ پر کانٹے دار لگام لگائی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اختیارات کو ایک علیحدہ رسالے میں تفصیلاً بھی بیان کیا اور بے شمار نصوص کے دریا بہائے ہیں۔ اس بے مثل رسالے کا نام سلطنۃ المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ ہے۔

ایک دوسرا مبسوطہ رسالہ "اجلال جبریل" کے نام سے تحریر کیا۔ جس میں بے شمار نصوص کے ذریعے ثابت فرمایا کہ تمام نوریوں کا سردار جبریلِ امین بھی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خادم ہے۔

گردشِ زمین کے قائلوں کے رد میں "نزول آیات

فرقان" الکلمہ الملھمۃ اور فوز مبین وغیرہ رسالے تحریر فرمائے۔

نئی نبوت کے راگ الاپنے والوں کی تواضع کے لیے ایک مستقل رسالہ "قھرالدیان" کے نام سے جاری فرمایا اور تردید میں چند مستقل کتابیں بھی لکھیں۔

ندوہ کی کھچڑی کے خلاف جہاں کفر و اسلام شیر و شکر نظر آتے تھے ایک مفصل فتویٰ تحریر فرمایا اور اسے علمائے حرمین کی خدمت میں پیش کیا۔ تو ان سب نے متفقہ طور پر ان لوگوں کے عقائد کی تردید کی۔ اور انہیں زبردست فتنہ قرار دیا۔ فتاویٰ کا نام "فتاویٰ الحرمین برجف ندوۃ المین" ہے۔

غرض یہ کہ آپ نے مناظرہ مباحثہ اور تحریر و تقریر کے ذریعے ہر فتنے کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اور سرکوبی فرمائی۔

ہاں آریوں سے مناظرہ کرنے میں صدرالافاضل مولانا نعیم الدین صاحب مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کو کافی و وافی دیکھ کر (جنہوں نے رام چند دہلوی اور پنڈت گوپی چند وغیرہ کا ناطقہ بند کر رکھا تھا) ان کی تردید میں چند کتابیں تحریر کر دینے پر اکتفا فرمایا۔ قرآنِ کریم کا اُردو ترجمہ کنزالایمان کے نام سے لکھا جو اسم بامسمیٰ اور جمیع اُردو تراجم سے اعلیٰ ہے۔

آپ کا نعتیہ کلام "حدائقِ بخشش" کے نام سے موسوم ہے۔ دراصل قرآن وحدیث کی اپنے الفاظ میں ترجمانی کی ہے جس میں عشق و محبت کے دریا جھلکتے ہیں۔ ادب و تعظیم کے پھول مہکتے ہیں۔ علم و عرفان کے غنچے چٹکتے ہیں۔ قرآن وحدیث کے موتی چمکتے ہیں۔۔۔ جسے دیکھ کر ماننا پڑتا ہے کہ نعت گوئی کے میدان میں ہندوستان کے اندر آپ کا کوئی ہمسر نہیں ۔

یہی کہتی ہے بلبل باغ جناں کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصفِ شاہ ہدیٰ مجھے شوخیِ طبعِ رضا کی قسم

علمِ توقیت میں آپ اس درجہ کمال پر تھے کہ وقت سورج اور رات کے تارے دیکھ کر گھڑی ملالیا کرتے اور ایک منٹ کا بھی فرق نہ نکلتا تھا۔ آپ کے شاگردِ رشید مولانا ظفرالدین صاحب بہاری گیارہ سوباون طریقوں سے مربع کا نقش بھر لیا کرتے تھے اور ان کا بیان ہے کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو ہزار تین سو طریقوں سے بھرنا جانتے تھے حالانکہ ننانویں فیصد علماء دس بیس طریقوں سے آگے نہیں جانتے۔

ان کے علاوہ فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر، حدیث، فقہ، اصولِ حدیث، اصول فقہ، منطق، کلام، تصوف، سلوک، تاریخ، سیر، مناقب، ریاضی، ہندسہ، جبر و مقابلہ، زیجات، ہیئت، نجوم، جفر، ارثماطیقی، لوگارثم، تعبیر ورفاق توقیت، تکسیر، ادب، معانی، عروض، نحو، لغت، اذکار اور علم مثلث وغیرہ غرض یہ کہ پچاس علوم میں کتابیں لکھیں؛ ہر فتنہ باز کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور دینِ برحق کی کماحقہ پاسبانی فرمائی۔

آپ نے تفسیر، حدیث، فقہ اور کلام کی اکثر بڑی بڑی کتابوں پر عربی حاشیے لکھے۔ اعلیٰ حضرت کے حواشی بھی مستقل تصانیف سے کم نہیں۔ ان میں وہ رموز و نکات ودیعت فرمائے کہ بڑی سے بڑی شروح میں بھی شاذونادر ہی ملتے ہیں۔ ذیل میں چند کتابوں کے نام لکھے جاتے ہیں۔ جن کے حواشی لکھے:

۱۔ بیضاوی ۲۔ عنایت القاضی ۳۔ معالم التنزیل

۴۔ اتقان ۵۔ خازن ۶۔ الدر المنثور ۷۔ صحیح بخاری ۸۔ صحیح مسلم ۹۔ ترمذی ۱۰۔ نسائی ۱۱۔ ابن ماجہ ۱۲۔ تیسیر ۱۳۔ تقریب ۱۴۔ مسندِ امام اعظم ۱۵۔ کتاب الحج ۱۶۔ کتاب الآثار ۱۷۔ مسند امام احمد بن حنبل ۱۸۔ طحاوی ۱۹۔ دارمی ۲۰۔ خصائص کبریٰ ۲۱۔ کنز الایمان ۲۲۔ ترغیب و ترہیب ۲۳۔ کتاب الاسماء والصفات ۲۴۔ القول البدیع ۲۵۔ نیل الاوطار ۲۶۔ المقاصد الحسنہ ۲۷۔ اللآلی المصنوعہ ۲۸۔ موضوعات کبیر ۲۹۔ الاصابۃ یا فی معرفۃ الصحابۃ ۳۰۔ تذکرۃ الحفاظ ۳۱۔ عمدۃ القاری ۳۲۔ فتح الباری ۳۳۔ ارشاد الساری ۳۴۔ نصب الرایۃ۔ ۳۵۔ جمع الوسائل ۳۶۔ فیض القدیر شرح جامع صغیر ۳۷۔ مرقات المفاتیح ۳۸۔ اشعۃ اللمعات ۳۹۔ بحار الانوار ۴۰۔ فتح المغیث ۴۱۔ میزان الاعتدال ۴۲۔ العلل المتناہیہ ۴۳۔ تہذیب التہذیب ۴۴۔ خلاصہ تہذیب اعمال ۴۵۔ شرحِ فقہ اکبر ۴۶۔ خیالی علیٰ شرح العقائد ۴۷۔ عقائد عضدیہ ۴۸۔ شرح مواقف ۴۹۔ شرح مقاصد ۵۰۔ مسامرہ و مسائرہ ۵۱۔ التفرقۃ بین الاسلام والزندقۃ ۵۲۔ الیواقیت والجواہر ۵۳۔ مفتاح السعادہ ۵۴۔ تحفۃ الاخوان ۵۵۔ الصواعق المحرقۃ ۵۶۔ میزان الشریعۃ ۵۷۔ ہدایہ آخرین ۵۸۔ ہدایہ فتح القدیر ۵۹۔ عنایہ حلبی ۶۰۔ الجوہر النیرہ ۶۱۔ مراقی الفلاح ۶۲۔ مجمع الانہر ۶۳۔ جامع الفصولین ۶۴۔ جامع الرموز ۶۵۔ بحر الرائق ۶۶۔ غنیۃ المستملی ۶۷۔ کتاب الانوار ۶۸۔ رسائل شامی ۶۹۔ فتح المعین ۷۰۔ الاعلام بقواطع الاسلام ۷۱۔ شفاء الاسقام ۷۲۔ طحاوی علی الدر المختار ۷۳۔ فتاویٰ عالمگیر ۷۴۔ فتاویٰ حاشیہ ۷۵۔ فتاویٰ سراجیہ ۷۶۔ خلاصۃ الفتاویٰ ۷۷۔ فتاویٰ خیریہ ۷۸۔ عقود الدرر ۷۹۔ فتاویٰ حدیثیہ ۸۰۔ فتاویٰ بزازیہ ۸۱۔ فتاویٰ زرینیہ ۸۲۔ فتاویٰ غیاثیہ ۸۳۔ فتاویٰ عزیزیہ (فارسی)

بخوفِ طوالت یہاں صرف تراسی کتب کا حوالہ دیا ہے۔ اگرچہ اور بھی بے شمار ہیں منکرین و متعصبین بھی ذرا ایک لمحہ کے لیے تعصب سے ہٹ کر غور تو کریں کہ تفسیر، حدیث، فقہ اور علوم کی کیا ہر بڑی سے بڑی اور معتبر سے معتبر کتاب پر اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نے حاشیہ نہیں لکھا۔ اور وہ بھی اس درجے کے کہ آج کل کے مدعیانِ علم و دانش انہیں پڑھنے اور سمجھنے کی بھی اہلیت نہیں رکھتے۔ اگرچہ پیشِ خویش آسمان علم کے شش و قمر ہی کیوں نہ بنتے ہوں باوجود اس کے اعلیٰ حضرت پر اعتراض کرنا مشغلہ بنالیا ہے کہ معاندین شرق سے غرب اور عجم سے عرب تک کے مل کر اپنی اپنی پوری جماعتوں کے اتنے اور اس درجے کے عربی حواشی دکھاسکتے ہیں؟ صرف عناد کی بنا پر اعتراض کیے جاتے ہیں جو فضول ہیں آسمان کی طرف تھوکنے سے تھوک اپنے ہی منہ پر آتا ہے۔

اعلیٰ حضرت کی علمیت کا اندازہ کرنا ہے تو ان کی تصانیف اور علمائے حرمین طیبین سے کیجیے

آنکھ والا ترے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

﴿بہ شکریہ: سوادِ اعظم لاہور
۸ ربیع الثانی ۱۳۸۴ھ / ۱۷ اگست ۱۹۶۴ء﴾

☆...☆...☆

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

رشیدہ جہاں بیگم

اعلیٰ حضرت دس شوال ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ بروز ہفتہ بوقت ظہر ہندوستان کے مشہور شہر بریلی محلہ جسولی میں پیدا ہوئے۔ پیدائشی نام "محمد" اور تاریخی نام "المختار" ہے اور آپ کے جد امجد مولانا رضا علی خاں نے آپ کا اسم گرامی "احمد رضا" رکھا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ کا بچپن آپ کی مبارک زندگی کا آئینہ دار تھا۔ اور بچپن میں آپ کے حیرت انگیز واقعات دیکھنے میں آئے۔

آپ کی عمر صرف ساڑھے تین سال کی تھی کہ اپنی مسجد کے قریب کھڑے تھے کہ ایک صاحب عربی لباس میں تشریف لائے اور اعلیٰ حضرت سے عربی میں گفتگو فرمائی۔ اعلیٰ حضرت نے بھی صحیح عربی زبان میں ان سے گفتگو فرمائی۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ بزرگ کون تھے، کہاں سے آئے تھے۔ اس کے بعد ان کو کسی نے نہ دیکھا۔

اس کے علاوہ آپ کے بچپن کے اتباعِ سنت اور حسنِ سیرت سے مزین سینکڑوں واقعات ملتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بچپن ہی میں علمِ لدنی عطا فرمایا اور پاکیزہ اخلاق سے نوازا تھا۔

اعلیٰ حضرت نے اپنے خدا داد حافظے کی بدولت چار سال کی عمر میں قرآنِ مجید، ناظرہ ختم کر لیا اور ۱۳ سال، ۱۰ ماہ اور ۵ دن کی عمر میں تمام علومِ درسیہ معقول و منقول کی تکمیل فرمائی یہی نہیں بلکہ دورانِ تعلیم چھ سال کی عمر میں میلاد شریف پر تین گھنٹے فصیح و بلیغ تقریر فرمائی۔

آٹھ سال کی عمر میں ہدایۃ النحو کی عربی میں شرح لکھ ڈالی اور ایک ماہ میں قرآن حفظ کر لیا کہ رمضان المبارک میں عشا کی اذان کے بعد جماعت تک حافظ صاحب سے ایک پارہ قرآن سن کر دور فرما لیتے۔ اگر آپ کے حفظِ قرآن کے وقت کو جمع کیا جائے تو پندرہ گھنٹے بنتا ہے۔

اعلیٰ حضرت نے سیّد الاولیا قطبِ زمانہ حضور شاہ آل رسول صاحب مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔

شاہ صاحب نے حاضرینِ مجلس سے فرمایا قیامت میں اگر رب تعالیٰ مجھ سے پوچھے گا کہ تو میرے لیے کیا لایا ہے تو میں "احمد رضا" کو پیش کر دوں گا۔ اور خلافت و اجازت جمیع سلاسل اور سندِ حدیث سے مشرف فرمایا۔

اعلیٰ حضرت کا سینہ معرفتِ الٰہی کا گنجینہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے ۵۰ فنون میں کتابیں تحریر فرمائیں۔ ۵۷ (ستاون) علوم پر آپ کو دسترس حاصل تھی اور ہر زبان پر قدرت اور قادرالکلامی کا یہ عالم کہ جس زبان میں استفتا کیا جاتا اسی زبان میں فتویٰ صادر فرماتے تھے۔

اردو میں سوال تو اردو میں جواب، فارسی میں سوال تو فارسی میں جواب، عربی میں سوال تو عربی میں، جواب، انگریزی میں سوال تو انگریزی میں جواب۔ یہاں تک کہ اگر کسی نے منظوم سوال کیا تو جواب بھی منظوم ہی دیا۔ سوال جس بحر میں ہے جواب کے لیے بھی اسی بحر کا اہتمام کیا گیا۔

جب آپ کے فضل و کمال کا شہرہ ہوا تو برصغیر پاک و ہند کے علاوہ دیگر اسلامی ممالک سے طلبا اس منبعِ علم و حکمت کے حضور پہنچ کر علوم و فنون کے پیکر بن کر اکناف و اطراف میں انوارِ علم سے دوسروں کو منور کرنے کے لیے پھیل گئے جن کی تعداد شمار نہیں کی جاسکتی۔

ہاں آپ کے نامور تلامذہ نے تحریکِ بریلی کو ایسا عروج بخشا کہ برصغیر میں حنفیت انہی کے دم قدم سے زندہ ہے۔ اعلیٰ حضرت کی عظیم درس گاہ جس کی آپ نے بنیاد رکھی آج بھی ''منظرِ اسلام'' کے نام سے زندہ تابندہ ہے۔

اعلیٰ حضرت کے دور میں انگریزوں کی سرپرستی میں باطل فرقے شانِ رسالت و کمالاتِ ولایت کو ختم کرنے کی مذموم حرکت کر رہے تھے تو آپ نے تدریس کے ساتھ ساتھ تصیف و تالیف کی طرف رجوع فرمایا۔

آپ نے شان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم، فضائل و مناقب اور عقائد پر ۶۲ کتابیں تحریر فرمائیں حدیث اور اصولِ حدیث پر ۱۳ کتب علمِ کلام اور مناظرہ پر ۳۵ کتب، فقہ اور اصول فقہ پر ۱۵۹ کتب اور متفرق فرقوں کے رد میں چار سو سے زائد کتابیں لکھ کر شاتمانِ رسالت کی زبانوں کو بند کر دیا اور ہر سمت نعرۂ رسالت سے گونج اُٹھی۔ اگر آپ کی تمام کتب کی فہرست پیش کی جائے تو ہزار سے زائد ہے۔

اعلیٰ حضرت سراپائے عشق کا نمونہ تھے۔ جس کا اعتراف اپنے بیگانے سب نے کیا۔ عشقِ الٰہی اور عشق رسالت کا یہ عالم تھا۔ فرماتے ہیں الحمدللہ اگر میرے دل کے دو ٹکڑے کیے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر لا الہ الا اللہ اور دوسرے پر محمد رسول اللہ نقش ہوگا۔

اعلیٰ حضرت ساداتِ کرم سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ ان سے غایت درجہ ادب و احترام اور عقیدت سے پیش آتے تھے۔ کیونکہ جن چیزوں کی نسبت و تعلق حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے۔ ان کی محبت و تعظیم بھی آپ ہی کی تعظیم سمجھتے۔

ایک سیّد صاحب بہت غریب تھے۔ اس لیے سوال کیا کرتے تھے مگر سوال کی شان عجیب تھی جہاں پہنچتے فرماتے دلواؤ سیّد کو، ایک دن کاشانۂ اعلیٰ حضرت پر سید صاحب تشریف لائے اور صدا لگائی دلواؤ سیّد کو، اعلیٰ حضرت کے آفس بکس میں اس وقت دو سو روپے تھے۔ جس میں نوٹ بھی تھے اور اٹھنی چونی پیسے بھی۔ آپ آواز سنتے ہی وہ بکس اٹھا کر سیّد صاحب کے سامنے با ادب کھڑے ہوگئے اور بکس آگے کر دیا۔ سیّد صاحب نے ایک چونی لے لی۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا حضور یہ سب حاضر ہیں لیکن

سیّد صاحب نے فرمایا مجھے اتنا ہی کافی ہے۔ جب سیّد صاحب سیڑھی سے اترے تو اعلیٰ حضرت بھی ساتھ تشریف لائے۔ پھاٹک پر ان کو بڑی تعظیم سے رخصت فرمایا۔ آپ کے اس والہانہ عقیدت و احترام سے بھرے ہوئے شعر سے بھی محبتِ ساداتِ کرام کے چشمے اُبل رہے ہیں۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا
تیرے کرم نے کیا کہوں کیا کیا بنادیا
چشمِ زدن میں جس کو جو چاہا بنادیا

اعلیٰ حضرت پیلی بھت سے بریلی بذریعہ ریل تشریف لے جارہے تھے۔ ریل نواب گنج کے اسٹیشن پر ایک دو منٹ کے لیے رکی۔ نمازِ مغرب کا وقت ہوگیا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے احباب سمیت پلیٹ فارم پر نماز ادا کرنے کے لیے جلوہ افروز ہوئے۔ احباب پریشان تھے کہ ریل چلی جائے گی۔ آپ نے فرمایا ریل ہمیں لے کر ہی جائے گی اور اطمینان سے اذان دلوا کر بڑے خشوع و خضوع سے با جماعت نماز شروع فرمادی ادھر ڈرائیور نے انجن چلایا۔ لیکن وہ ایک انچ بھی آگے نہ بڑھا۔ ڈرائیور نے انجن کو دیکھا پھر پیچھے کی طرف چلایا تو انجن چلا لیکن دوبارہ آگے چلانے کی کوشش کی تو انجن پھر پہلی جگہ پر آکر بند ہوگیا۔ ایک آواز بلند ہوئی کہ وہ دیکھو ایک درویش نماز ادا کر رہا ہے اسی وجہ سے یہ انجن نہیں چلتا تو لوگ آپ کے ارد گرد جمع ہوگئے۔ انگریز گارڈ جو حیران کھڑا تھا، بڑے مودب طریقے سے آپ کے پاس بیٹھ گیا۔ جونہی آپ نماز سے فارغ ہوکر ریل میں سوار ہوئے تو ریل چل پڑی۔ انگریز گارڈ آپ سے متعارف ہوا اور اپنے بیوی بچوں سمیت بریلی شریف حاضر ہوکر مشرف بہ اسلام ہوا۔

اعلیٰ حضرت نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عطا فرمودہ علوم سے اپنی وفات سے چار ماہ بائیس دن پہلے ۳؍رمضان ۱۳۳۹ھ کو اپنی تاریخ وصال کی خبر دیتے ہوئے اپنے قلم سے یہ آیت تحریر فرمائی۔

وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّ اَكْوَاب

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ۲۵؍صفر ۱۳۴۰ھ مطابق ۲۸؍اکتوبر ۱۹۲۱ء کو جمعۃ المبارک کے دن ۲ بجکر ۳۸ منٹ پر عین اذانِ جمعہ کے وقت ادھر موذن نے حی علی الفلاح کہا اور ادھر آپ نے کلمۂ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا اچانک چہرۂ مبارک پر ایک نور چمکا اور امام اہلِ سنّت مجدّدِ دین و ملت حضرت مولانا احمد رضا خاں نے داعیِ اجل کو لبیک کہا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

آپ کا مزارِ پُر انوار بریلی شریف محلہ سوداگراں میں دارالعلوم منظرِ اسلام کے شمالی جانب آج بھی زیارت گاہِ خاص وعام ہے۔

(بہ شکریہ، ماہنامہ آستانہ، کراچی، بابت اگست ۱۹۹۳ء، مطابق صفر / ربیع الاوّل ۱۴۱۴ھ)

☆☆☆

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام کی مقبولیت

محمد نسیم قادری رضوی

جس رضا نے لکھا ایسا پیارا سلام
اس کی نورانی تربت پہ لاکھوں سلام

رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "ان اللہ یبعث لھٰذہ الامۃ علی راٗس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا (رواہ ابوداوٗد عن ابی ھریرۃ فی کتاب الملاحم)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہر صدی کے خاتمے پر ایک مجدد پیدا فرماتا ہے جو اس کے دین کی تجدید کرتا ہے یعنی دینِ حق کو گمراہیوں کی ریشہ دوانیوں سے پاک فرماتا ہے اور مخلوق خدا کو راہِ حق دکھاتا ہے۔

چودھویں صدی ہجری میں بریلی کی سرزمین پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نور اللہ مرقدہ پیدا ہوئے جو باتفاقِ علمائے اسلام اس منصب عظیم پر فائز تھے کہ جنھوں نے مدۃ العمر بد مذہبوں اور بدعقیدوں کا ردّ فرما کر شرعی و دینی فریضہ انجام دیا۔ ایک ہزار سے زائد کتب و رسائل و حواشی تصنیف فرمائے فتاوٰی رضویہ کے نام سے آپ کے فتاوٰی کی ۱۲ جلدیں ہیں جو طبع ہو کر اہلِ علم و تحقیق سے خراجِ تحسین وصول کر چکی ہیں۔ ہر جلد بڑے جہازی سائز کے ہزار صفحات کے قریب ہے اور اب جدید ترتیب و ترجمے اور فہارس و اشاریہ کے ساتھ یہ عظیم و جلیل کتاب تینتیس (۳۳) جلدوں میں رضا فاؤنڈیشن لاہور سے شائع ہو گئی ہے۔ جس کو جلیل القدر علمائے کرام نے بڑی محنت کے ساتھ ترتیب دیا ہے۔

عربی، فارسی، اردو ہر زبان میں تصنیفیں یادگار ہیں آپ کا ترجمۂ قرآن "کنزالایمان" اردو تراجم میں سب سے بہتر اور صحیح ترجمہ ہے جو بلاشبہ آپ کی زندگی کا عظیم کارنامہ اور علمی جاہ و جلال کا منہ بولتا ثبوت ہے مسلمانوں کو چاہیے کہ قرآن کا معنی و مفہوم سمجھنے کے لیے کنزالایمان کا مطالعہ ضرور کریں!

شاعری میں آپ نے جو مقام پایا اس کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی "حدائقِ بخشش" کے نام سے آپ کی نعتوں اور منقبتوں کا مجموعہ دو جلدوں میں شائع اور مقبولِ خاص و عام ہے اور مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام "۱۷۱" ایک سو اکھتر اشعار پر مشتمل آپ کا وہ ایمان افروز سلام ہے جو ہند و پاک و بنگلہ دیش ہی نہیں دنیا کے بیش تر ممالک کی محافلِ ذکرِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بڑے ذوق و شوق کے ساتھ پڑھا اور سنا جاتا ہے اس سے بارگاہِ رسالت میں آپ کی بے پناہ مقبولیت کا بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے اور جبکہ ہمارے اس مضمون کا اصل محور یہی سلام ہے۔

آپ کے بڑے صاحبزادے کا نام حجۃ الاسلام مولانا

شاہ حامد رضا خان ہے اور دوسرے شہزادے حضرت علامہ محمد مصطفےٰ رضا خان مفتی اعظم ہند کے نام سے پوری دنیا میں مشہور ہیں جن کے مریدین و متوسلین کی تعداد کروڑوں ہے۔

جبکہ امام احمد رضا فاضلِ بریلوی نور اللہ مرقدہ کے مریدین اور خلفا کی تعداد بھی بے شمار ہے۔

"خلفاے اعلیٰ حضرت" کے نام سے جناب محترم محمد صادق قصوری صاحب اور پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب نے ایک کتاب میں امام احمد رضا کے خلفا کا تعارف پیش کر دیا ہے جسے ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی نے شائع بھی کیا ہے۔

مجدّدِ اسلام امام احمد رضا قدس سرہ تو محض شاعر نہ تھے بلکہ سچے عاشقِ رسول تھے۔ آپ نے صرف یہی نہیں کہ اپنے نعتیہ اشعار میں جا بجا درود و سلام کا ہدیہ پیش کیا ہے، بلکہ درود و سلام پر مستقل اور علیحدہ علیحدہ دو قصیدے بھی کہے ہیں۔ درود شریف کے قصیدے کے اشعار ۵۹ ہیں۔ جن میں سات مطلع ہیں ہر شعر کا پہلا مصرعہ ذو قافتین ہے، یعنی ہر مصرعے میں دو قافیے ہیں۔ اور ہر قافیے میں حروفِ تہجی کی ترتیب کا بھی التزام ہے۔ البتہ کسی حرف کے دو شعر ہیں، کسی کے تین، کسی کے اس سے بھی زیادہ۔ اس صنف نے اس قصیدے کو دو آتشہ کر دیا ہے۔ جو روانی، سلاست اور ندرت اس قصیدے میں ہے اس کی مثال پوری اردو دنیا پیش کرنے سے قاصر ہے۔

اس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

کعبے کے بدرالدجیٰ تم پہ کروروں درود
طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروروں درود
شافعِ روزِ جزا تم پہ کروروں درود
دافعِ جملہ بلا تم پہ کروروں درود
اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود
دل کرو ٹھنڈا میرا وہ کفِ پا چاند سا
سینے پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروروں درود
ذات ہوئی انتخاب وصف ہوئے لاجواب
نام ہوا مصطفےٰ تم پہ کروروں درود
وہ شبِ معراج راج وہ صفِ محشر کا تاج
کوئی بھی ایسا ہوا تم پہ کروروں درود
ہم نے خطا میں نہ کی تم نے عطا میں نہ کی
کوئی کمی سرورا تم پہ کروروں درود
کام وہ لے لیجیے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نامِ رضاؔ تم پہ کروروں درود

☆ ☆ ☆

اس میں شبہ نہیں کہ خداے تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں درود و سلام کا صرف حکم ہی نہیں دیا بلکہ پہلے خود اور اپنے فرشتوں کے درود پڑھتے رہنے کا ذکر بھی فرمایا اور درود کے ساتھ جب سلام کا حکم دیا ہے تو تسلیماً سے مؤکد بھی فرمایا۔ جس سے سلام کی اہمیت پر مزید روشنی پڑتی ہے۔ ہو سکتا ہے اس نکتے کے پیشِ نظر امام احمد رضا

قدس سرہ نے دو اردو سلام دونوں پر قصیدے لکھے۔ لیکن سلام کے اشعار کی تعداد زیادہ رکھی۔ اس سلام میں نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے، سراپائے رسول بھی اور صحابۂ کرام، اہلِ بیت عظام، ائمہ دین، اولیاے امت بالخصوص سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر بھی سلام پیش کیا ہے۔ پھر ان کے ساتھ ساری امت کو بھی سلام میں شریک فرمایا ہے اور آخر میں یہ آرزو ظاہر کی ہے کہ میدانِ محشر میں جب ملائکہ سرکارِ اقدس میں سلام پیش کریں تو کاش مجھ سے بھی فرشتے فرمائش کریں کہ اے رضا تم بھی اپنا سلامِ محبت "مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" پیش کرو اور میں عقیدت و محبت میں ڈوب کر آقا کی بارگاہ میں اپنا یہی سلام محبت عرض کروں ملاحظہ ہو یہ قطعہ بند کیا پیاری تمنا ہے اور کیسی عشق آگیں آرزو ہے

کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور
بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام
مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

خصوصیاتِ مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

امام احمد رضا محدثِ بریلوی قدس سرہ کے سلام کی خصوصیات پر توجہ دی جائے تو بہت سی خصوصیات سامنے آتی ہیں۔ ان میں چند یہ ہیں:

۱۔ یہ اردو سلاموں میں بلاشبہ طویل ترین سلام ہے جس کے ایک سو اکہتر اشعار ہیں۔

۲۔ اس میں حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف کے ساتھ آپ کے سراپائے باکمال کا بھی تذکرہ ہے ساتھ ہی ساتھ ایک ایک ادائے جمیل کو بھی لفظوں کا جامہ پہنایا گیا ہے۔

۳۔ سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات کے علاوہ آل و احباب و اکابرِ ملت اور جملہ اہلِ ایمان پر بھی سلام ہے۔

۴۔ اس کے اشعار میں قرآنِ پاک و احادیث اور اقوالِ بزرگانِ دین کے انوار کو سمو دیا گیا ہے۔

۵۔ سیرتِ رسول اور دیگر بہت سے تاریخی واقعات کا بھی بیاں ہے۔

۶۔ زبان نہایت اعلیٰ استعمال کی گئی ہے جسے اردوے معلا کا درجہ دیا جا سکتا ہے۔

۷۔ اردو کے بہت سے محاورات کا بر محل استعمال کیا گیا ہے۔

۸۔ یہ نہایت ہی مقبول ترین اور پوری دنیا میں کثرت سے پڑھا جانے والا سلام ہے۔

۹۔ اس میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جمال و کمال کے ساتھ آپ کے معجزات کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

۱۰۔ ہندی، انگریزی، گجراتی اور عربی زبانوں میں بھی اس کا ترجمہ کیا گیا ہے اور عربی منظوم ترجمہ میں بھی کیا گیا ہے۔

۱۱۔ اس سلام کو پڑھنے اور سننے سے محبت و عشقِ رسول میں اضافہ اور عقیدے میں پختگی آتی ہے۔

سلامِ رضا پر اہلِ علم و دانش کے تاثرات

امامِ عشق و محبت، تاج دارِ فکر و فن اعلیٰ حضرت محدثِ بریلوی قدس سرہ کی نعتیہ شاعری پر بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ یہاں آپ کی شاعری اور عشقِ رسول کے عظیم مظہر "مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" کے تعلق سے اہلِ علم کے تاثرات پیش کیے جا رہے ہیں جو اس کا بین ثبوت ہیں کہ سلامِ رضا واقعی مقبولِ عام و خاص سلام ہے اور جب مقبولِ خاص و عام ہے تو یقیناً خدا و رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بھی مقبول ہے۔

چند وہ تاثرات نذرِ قارئین ہیں جو بروقت مطالعے میں آئے ورنہ تلاش و تفحص کے بعد مزید تاثرات کا پتہ لگایا جاسکتا ہے:

پروفیسر سلیم چشتی صاحب

اردو زبان کے مشہور و معروف محقق اور کلامِ اقبال کے شارح پروفیسر سلیم چشتی امام احمد رضا کے سلام کی توصیف میں رقمطراز ہیں:

مولانا احمد رضا خان بریلوی نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جو منظوم سلام پیش کیا ہے اُسے شرفِ قبولیت حاصل ہوگیا۔ کیوں کہ ہندو پاک میں شاید ہی کوئی عاشقِ رسول ایسا ہو جس نے اس کے دو چار شعر حفظ نہ کر لیے ہوں۔

(المیزان، امام احمد رضا نمبر بمبئی، ص:۵۶۲)

مولانا کوثر نیازی صاحب:

معروف ترین شاعر و ادیب اور سیاسی قائد و خطیب مولانا کوثر نیازی جو کہ پاکستان کے وزیر اوقاف رہ چکے ہیں اور ایک عرصے تک مودودی جماعت سے بھی منسلک رہے ہیں پھر اس سے مستعفی ہو کر الگ ہوگئے۔ امام احمد رضا کے عقیدت مندوں میں بھی نہ تھے لیکن امام موصوف کی عظمت و عبقریت کا سکہ ان کے بھی دل پر بیٹھا ہوا تھا وہ بطورِ خاص سلامِ رضا کے حوالے سے اپنے تاثرات اس طرح پیش کرتے ہیں۔

آپ جانتے ہیں کہ میں ادب کا طالب علم ہوں، بھلا برا شعر بھی کہہ لیتا ہوں، اردو فارسی، عربی تینوں زبانوں کا نعتیہ کلام میں نے دیکھا ہے میں بلاخوف و تردد کہتا ہوں کہ تمام زبانوں اور زمانوں کا پورا نعتیہ کلام ایک طرف اور شاہ احمد رضا کا سلام "مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" ایک طرف دونوں کو ایک ترازو میں رکھا جائے تو احمد رضا کے سلام کا پلڑا پھر بھی جھکا رہے گا۔ میں اگر یہ کہوں کہ یہ سلام اردو زبان کا قصیدۂ بردہ ہے تو اس میں ذرہ بھر بھی مبالغہ نہ ہوگا۔ جو زبان و بیان، جو سوز و گداز، جو معارف و حقائقِ قرآن و حدیث اور سیرت کے جو اسرار و رموز، انداز و اسلوب میں جو قدرت و ندرت

اس سلام میں ہے وہ کسی زبان کی شاعری کے کسی شہ پارے میں نہیں۔

مجھے افسوس ہے کہ اہلِ قلم نے اس جانب توجہ نہیں دی ورنہ اس کے ایک ایک شعر کی تشریح میں کئی کئی کتابیں لکھی جاسکتی ہیں۔

شیخ یوسف ہاشم رفاعی (کویت)

جناب احمد بشیر رضوی مرتب "گلستانِ اعلیٰ حضرت" بیان کرتے ہیں:

پچھلے دنوں کویتی رہنما بین الاقوامی شخصیت شیخ یوسف ہاشم رفاعی کویت سے لاہور تشریف لائے۔ ایک محفل میں شرکت کی فرمانے لگے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا سلام "مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" پڑھا جائے کیوں کہ مجھے اس سلام سے بڑی محبت وعقیدت ہے پھر فرمایا میں دنیا میں جہاں بھی گیا وہاں محافلِ میلاد ہوتی ہیں اور اعلیٰ حضرت کا سلام پڑھا جاتا ہے اور اعلیٰ حضرت اسلام کے مجدد اور عظیم امام تھے میری نظر میں ان کی کوئی مثال نہیں۔

(گلستانِ اعلیٰ حضرت از بشیر احمد رضوی ص:۹)

حرفِ آخر

ضرورت اس امر کی ہے کہ اس سلامِ رضا کے فنّی محاسن اجاگر کیے جائیں، مذکورہ بالا تاثرات صرف خراجِ عقیدت اور اعترافِ حقیقت کا درجہ رکھتے ہیں۔ افسوس کہ اس طرف بھرپور توجہ اب تک کسی نے نہ دی۔ کچھ دنوں قبل جناب مفتی محمد خان قادری نے کوشش کی اور "شرح سلامِ رضا" کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی جو ساڑھے پانچ سو صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ شرح معنوی خوبیوں کو اجاگر کرتی ہے اور یہی اصل مقصود بھی ہے۔ البتہ فنی محاسن کو آشکارا کرنے کے لیے ابھی میدان خالی ہے کاش کوئی ماہر فن فاضل اس طرف بھی توجہ دے تو سونے پر سہاگہ ہوگا۔ اشعارِ سلام کے مزید معانی نکھر کر سامنے آئیں اور صاحبِ کلام، امامِ فکر و فن اعلیٰ حضرت محدثِ بریلوی قدس سرہ کے علمی و فنّی جاہ و جلال پر بھی روشنی پڑ جائے۔

جیسا کہ محسنِ اہلِ سنت شرف ملّت علامہ عبدالحکیم شرف قادری کا ایک مفید مشورہ اور قابلِ توجہ ہدایت توجہ کی طالب ہے کہ مختلف نوعیت کی محافل میں سلامِ رضا سے ان اشعار کا بھی انتخاب کیا جائے جو موقع کی مناسبت سے ہوں۔ جیسے کہ خلفائے راشدین کے ایام میں خلفائے راشدین کی شان میں جو اشعار ہیں ان کو پڑھے گیارہویں شریف میں سرکارِ غوث پاک کے اشعار پڑھیں یعنی موقع کی مناسبت سے اشعار چن چن کر پڑھیں جائیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کے فیوض و برکات سے مالامال فرمائے۔ آمین۔

☆...☆...☆

مقامِ اعلیٰ حضرت

﴿بہ شکریہ "رضائے مصطفیٰ"، گوجرانوالہ صفر المظفر ۱۴۱۳ھ﴾

امیر ملّت: حضرت الحاج پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدثِ علی پوری (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ "اگر مولانا احمد رضا خاں نہ ہوتے، تو دیوبندی سارے ہندوستان کو وہابی بنا دیتے۔" (کتاب پنج گنج علی پوری)

بمصداق ع ولی راولی می شناسد

امیر ملّت کا اعلیٰ حضرت کو کتنا بڑا خراجِ تحسین ہے کہ اعلیٰ حضرت نے پورے ہندوستان کے اہلِ اسلام کے ایمان کا تحفظ کیا اور انہیں دیوبندیت کی پر اسرار سازش اور گستاخِ رسول ہونے سے بچایا۔(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما)

امیر ملّت: ہی کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ کعبہ شریف میں حاضری کے موقع پر مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی کو جب آپ کے متعلق معلوم ہوا، تو از خود آکر آپ سے مصافحہ و معانقہ کیا۔ بعد میں آپ کو بتایا گیا کہ یہ مولوی خلیل احمد تھا۔ اس کے معاً بعد وہیں پر امیر ملّت کی اعلیٰ حضرت سے ملاقات اور مصافحہ و معانقہ کا اتفاق بھی ہوگیا تو امیر ملّت نے فرمایا: شکر ہے کہ عاشقِ رسول کی ملاقات سے ایک بدعقیدہ کی ملاقات کا کفارہ ہوگیا۔(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

شیر ربّانی: حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری (رحمۃ اللہ علیہ) کو خواب میں حضور غوث اعظم (رضی اللہ عنہ) کی زیارت ہوئی تو دریافت کیا: حضور اس وقت دنیا میں آپ کا نائب کون ہے؟ ارشاد فرمایا: "بریلی میں احمد رضا"۔ بیداری کے بعد حضرت میاں صاحب جلوہ آرائے بریلی ہوئے۔ اور اعلیٰ حضرت (رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ) کی زیارت سے مشرّف ہوئے۔ اور پھر واپس آکر اعلیٰ حضرت کے متعلق اپنے تاثرات کو یوں فرمایا: "میں نے دیکھا کہ گویا ایک پردے کے پیچھے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بتاتے ہیں اور مولانا احمد رضا (اس کے مطابق) بولتے ہیں۔" (کتاب "مجدّدِ اسلام")

خواجہ سیالوی: حضرت خواجہ قمرالدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف (علیہ الرحمۃ) نے فرمایا کہ میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی خاکِ پا کے برابر بھی نہیں؛ کیونکہ فقیر کے عقیدے میں مذہب کی بنیاد عشقِ رسول پر ہے اور عشق کی بنیاد ادب پر ہے اور مولانا بریلوی کو ذات رسولِ پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بے پناہ عشق تھا۔" (مرآۃ العاشقین ص:۱۰۳، رسالہ "ضیائے حرم" لاہور، شیخ الاسلام نمبر)

• مولانا سید مراتب علی شاہ صاحب خادم آستانہ عالیہ سیال شریف کا بیان ہے: حضرت پیر سیال نے فرمایا کہ

"اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کے "فتاویٰ رضویہ" کو دیکھنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ "اگر علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ اس زمانے میں ہوتے، تو مولانا موصوف کی شاگردی کرتے"

•خواجہ تونسوی شیخ المشائخ حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب تونسوی علیہ الرحمۃ بھی اعلیٰ حضرت کی تعریف فرمایا کرتے تھے کہ مولانا بریلوی نے وہابیہ کا خوب رد کیا ہے۔" • خواجہ غلام معین الدین تونسوی (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ "میں بعد از مغرب روزانہ ایک دوگانہ کا ثواب اعلیٰ حضرت کی نذر کرتا ہوں کیونکہ وہ ہمارے محسن اور وہابیت کے کینسر سے بچانے والے طبیب ہیں۔" صدرالافاضل مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی (علیہ الرحمۃ) نے فرمایا، "اگر آج علامہ شامی حیات ہوتے، تو وہ اعلیٰ حضرت سے شرفِ تلمذ حاصل کرتے"۔

علامہ سید احمد سعید کاظمی: (علیہ الرحمۃ) نے فرمایا، اعلیٰ حضرت کے فتوے پر تنقید ہم سے برداشت نہ ہوگی۔ یہ (ہمارا) مدرسہ اعلیٰ حضرت کے نظریاتِ حقہ کا علم بردار ہے۔ ہم کیا ہیں؟ جو کچھ ہیں اعلیٰ حضرت ہیں۔ سب کچھ انہی کا صدقہ ہے۔ ہم انہیں کے ریزہ خوار ہیں۔ ہم انہیں کے نام لیوا ہیں • جو شخص اعلیٰ حضرت کے نظریات و تحقیقاتِ شریفہ سے متفق نہیں۔ ہم اسے برداشت نہیں کرسکتے۔ ہمارے مدرسے میں ایسے شخص کی کوئی گنجائش نہیں • میں اعلیٰ حضرت (رضی اللہ عنہ) کی تعلیمات و تحقیقات کی روشنی کے حامل حضرات کے علاوہ کسی اور کو برداشت نہیں کروں گا کیونکہ ہم سب اہلسنّت اعلیٰ حضرت ہی کی عظمتِ فکر کے مدح خواں ہیں اور یہ جو علمائے اہلسنت میدانِ تحقیقات میں جولانیاں دکھاتے یا فضائے تدقیق میں پرواز کرتے ہیں۔ سب اعلیٰ حضرت ہی کے فیوضات ہیں۔ جن سے کوئی سنّی عالم بے نیاز نہیں رہ سکتا۔"

فاضل دیوبند کا اعتراف "محترم ایڈیٹر ماہنامہ "قاری" دہلی۔ سلام و رحمت۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کو اس بات کا علم ہو کہ دیوبند میں اعلیٰ حضرت یا ان سے تعلق رکھنے والے رسائل و کتب نہیں پہنچتے نہ ہی وہاں طلبہ کو اجازت ہے۔ بلکہ دیکھنا جرم سے کم نہیں۔ میں بھی وہیں کا فارغ التحصیل ہوں۔ وہیں سے مجھ کو بریلویوں سے نفرت ان کی کتابوں سے عداوت دلوں میں پرورش پائی۔ اس لیے میں کبھی ان کی کتاب سے استفادہ نہیں کرسکا۔ "قاری" چونکہ نیا رسالہ ہے اور ظاہراً یہ نہیں معلوم ہوتا کہ یہ بریلویوں کا رسالہ ہے۔ اسی سبب سے میں نے "قاری" کا مطالعہ کرلیا اور فاضل بریلوی نے (مسئلہ شفاعت پر) شمعِ رسالت کی جو ضیاپاشی کی ہے اس کا ادنیٰ حصہ پہلی مرتبہ "قاری" کے ذریعے نظر نواز ہوا۔ جس نے میرے دل کی دنیا کو بدل ڈالا۔ ابھی تو صرف ایک فتوے نے اعلیٰ حضرت کے عشقِ رسول کا مجھ کو معترف کردیا ہے۔

میں اپنے دل کے حالات ان لفظوں میں بیان کروں گا کہ اگر ہمارے علمائے دیوبند تنگ نظری اور تعصب کو

ہٹادیں تو شاید مولانا اسمٰعیل سے لے کر ہنوز (اب تک کے علماے دیوبند) سب فاضل بریلوی کے شاگردوں کی صف میں نظر آئیں گے"۔ (عظیم الحق قاسمی، بہار، ماہنامہ "قاری"، اپریل ۸۸ء ص:۱۹۱)

یہ ہیں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدّدِ دین و ملّت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی (رحمۃ اللہ علیہ) جن کے متعلق حضرت امیر ملت، حضرت شیر ربانی، حضرت خواجہ تونسوی، خواجہ سیالوی، حضرت صدرالافاضل مرادآبادی اور حضرت علامہ سید سعید احمد کاظمی (علیہم الرحمۃ) کے ارشاداتِ گرامی اور ان کے بعد مولوی عظیم الحق فاضل دیوبند کے تاثرات آپ نے ملاحظہ فرمائے جو ایسے تاثرات کے دفتر میں سے ایک نمونہ ہیں۔

اس کے باوجود اگر کوئی **ادنیٰ حضرت**، اعلیٰ حضرت کی تحقیقات کی مخالفت کرے ان پر تنقید اور بزعم خویش ان کے خلاف جوابی کارروائی کی کوشش کرے تو اس پر ہم تو یہی کہیں گے کہ جس کو اعلیٰ حضرت کی تحقیقات سے اتّفاق نہیں ہمیں اس **ادنیٰ حضرت** سے اتّفاق نہیں اور اگر کوئی اعلیٰ حضرت کے فتوے کو نہیں مانتا تو ہم اس ادنیٰ حضرت کی تحقیق کو نہیں مانتے۔ اعلیٰ حضرت علی الاطلاق اعلیٰ حضرت ہیں اور کوئی ادنیٰ حضرت ہرگز اعلیٰ حضرت نہیں بن سکتا۔

☆......☆......☆

آہ! علامہ فیض احمد اویسی وصال فرماگئے۔

اہلِ سنّت کے ایک بہت بڑے جیّد عالمِ دین، تقریباً پانچ ہزار کتب و رسائل کے مصنف و مترجم تفسیر روح البیان حضرت قبلہ علامہ محمد فیض احمد اویسی صاحب بروز جمعرات ۱۵؍رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۶؍اگست ۲۰۱۰ء کی صبح تقریباً ساڑھے چھ بجے طویل علالت کے بعد انتقال فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی کے صدر صاحب زادہ سیّد وجاہت رسول قادری، جنرل سیکریٹری پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری، جوائنٹ سیکریٹری پروفیسر دلاور خان، حاجی عبداللطیف قادری اور آفس سیکریٹری ندیم احمد ندیمؔ قادری نورانی سمیت ادارے کے دیگر اراکین و عملہ حضرت قبلہ اویسی صاحب کی رحلت پر سوگوار ہیں اور دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت کے اعلیٰ علیّین و جنت الفردوس میں درجات بلند فرمائے، ان کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ بخشے، ان کی قبر کو کشادہ و منور کرے اور تمام اہلِ سنت و جماعت سمیت ان کے جملہ لواحقین و متعلقین کو صبر جمیل کی توفیقِ رفیق سے نوازے۔ آمین بجاہِ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

فیضانِ رحمت بعد از دعائے برکت

معارف کتب

تبصرہ نگار: صاحبزادہ سیّد وجاہت رسول قادری

صورتِ خوبت نگاراخوش بہ آئیں بسہ اند
گوئیا نقش بست از جانِ شیریں بستہ اند

زیرِ نظر کتاب "فیضانِ رحمت بعد از دعائے برکت" (اشاعتِ اوّل:۱۳۱۵ھ /۱۸۹۸ء) مصنفہ حضرت صدرالافاضل بدرالماثل علامہ مولانا نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ(۱۸۸۳ء۔۱۹۴۸ء) کی کمپوز شدہ کاپی محبِ من فاضل نوجوان، عزیزِ کریم حضرت مولانا مولوی محمد ذوالفقار نعیمی ککرالوی زید مجدہٗ کی معرفت بذریعہ ای میل فقیر ہیچمدان کو ملی۔ موصوف نے یہ خوشخبری بھی سنائی کہ مذکورہ کتاب کا پانچواں ایڈیشن تخریج اور حاشیہ کے ساتھ مرادآباد سے جلد شائع ہونے جارہاہے۔ انہوں نے اس ہیچمدان سے حسنِ ظن رکھتے ہوئے یہ بھی حکم فرمایا کہ میں اس پر ایک تبصرہ تحریر کردوں۔ احقر نے محبی و عزیزی جناب ذوالفقار نعیمی صاحب کی تحریروں میں علم حقیقی و نافع کے حصول و ابلاغ کا جذبہ اور علماء راسخین کی مسموعات و محفوظات کی نشرواشاعت کا ذوق و شوق بدرجہ اُتم پایاہے، اگرچہ راقم اپنی علمی کم مائیگی کی بناء پر خود کو زیرِ نظر دینی و علمی کتاب پر تبصرہ نگاری کا اہل نہیں سمجھتا اور نہ یہ اس کا مقام و منصب ہے، لیکن حضرت محشی کی دلجوئی اور حصولِ برکت کی خاطر چند جملے سپردِ قلم کررہاہے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

علما جسدِ ملت میں دماغ کی حیثیت رکھتے ہیں لہٰذا ہر قوم اپنے علما کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور ان سے رہنمائی حاصل کرتی ہے لیکن اہلِ اسلام کے نزدیک ان کا مقام و مرتبہ اس سے بھی سوا اور کچھ زیادہ ہی عزت و شان والا ہے۔ اَعْلَمِ کائنات، عَالِمِ مَاکَانَ وَمَایَکُون، سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کوئی نبی لوگوں کی ہدایت کے لیے دنیا میں نہیں آئے گا۔ لہٰذا امت مسلمہ کے علما ہی قیامِ قیامت تک انسانیت کی رہبری و رہنمائی، اصلاحِ معاشرہ، تزکیۂ نفس، تبلیغ دین اور اشاعتِ علم و حکمت کا فریضہ انجام دیتے رہیں گے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ میری امت کے علما بنی اسرائیل کے انبیا کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مانند ہیں (مفہوم)۔ گویا علمائے اسلام، انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ورثۃ العلمی کے سچے وارث اور ان کے جانشین ہیں۔ حضرت علامہ ابن عبد البر اندلسی (م۴۶۳ھ) علیہ الرحمۃ، امیر المؤمنین سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ایک شعر کے حوالے سے علمائے حق کے مقام و مرتبہ اور منصب کا بیان فرماتے ہیں:

ما الفضل الا لاھل العلم انھم
علی الھدی لمن استھدی ادلاء

ترجمہ: ہاں فضیلت ہے تو صرف اہلِ علم کو ہے، وہی طالبانِ ہدایت کے رہنما ہیں۔ (ملاحظہ ہو العلم والعلماء، اردو ترجمہ: جامع بیان العلم وفضلہ، مترجم: عبدالرزاق ملیح آبادی، ص:۵۰، ادارۂ اسلامیات، لاہور، دسمبر ۱۹۷۷ء)

پرانا مقولہ ہے: "جیّد عالم وہ ہے جو اپنی بہترین مسموعات لکھتا ہے، اپنی بہترین مکتوبات حفظ کرتا ہے اور اپنی بہترین محفوظات روایت کرتا ہے۔"

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ نے سوال پر کہ حقیقت میں عالم کون ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کا ارشاد بیان فرمایا کہ ایمان کی سب سے مضبوط گرہ، اللہ کے نام پر دوستی، اللہ کے نام پر محبت اور اللہ ہی کے نام پر نفرت ہے۔ سب سے افضل وہ ہے جس کا عمل سب سے افضل ہے بشرطیکہ اپنے دین میں تفقہ (سمجھ) رکھتا ہو۔ سب سے بڑا عالم وہ ہے جو لوگوں کے اختلاف کے وقت بھی حق کو پہچانتا ہے، اگرچہ عمل میں کوتاہ ہو۔" (مفہوم)

دیکھا جائے تو ایسی خوبیوں کے حامل علما تاریخ، اسلام کے ہر دور میں ہوئے جو بھٹکے ہوؤں کو حق و سلامتی کی راہ دکھاتے اور بدمذہب اور دین سے برگشتہ لوگوں کو دین اسلام کی سچائی اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لذت سے آشنا کرتے ہیں۔ یہی علما، علمائے حق کہلانے کے مستحق ہیں اور انہی کا علم اقبال کی زبان میں "تجلیاتِ کلیم و مشاہداتِ حکیم" کا عکاس ہے۔

برصغیر پاک وہند و بنگلہ دیش کی تاریخ پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو دورِ آخر میں امام احمد رضا محدثِ بریلوی اور ان کے حلقہ بگوش علما ہی اس کسوٹی پر پورے اترتے ہیں۔ ان حلقہ بگوش علما میں حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادی نوراللہ مرقدہ) ۱۳۰۰ھ / ۱۸۸۳ء۔ ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء) ایک ممتاز مقام کی حامل شخصیت ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو بارگاہِ رضویت سے "صدرِ الافاضل" اور "بدرالماثل" کے خطاب سے نوازے گئے اور ساتھ ہی سلسلۃ العلیۃ القادریہ البرکاتیہ الرضویہ کے علاوہ دیگر سلاسل کی سندات و اجازت و خلافت کے خلعتوں سے بھی سرفراز کیے گئے۔

بارگاہِ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت میں صدر الافاضل کے مقامِ تقرب اور امامِ اہلسنّت کا ان کی علمی صلاحیت پر اعتماد کا اندازہ تین باتوں سے لگایا جاسکتا ہے۔

۱۔ جب خوارجِ زمانہ یا کفار و مشرکین سے مناظر کا معاملہ ہوتا تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی ترجیحی نظر انتخاب اوّل صدرالافاضل پر ہوتی۔

۲۔ اہلِ سنت والجماعت کے اندرونی مناقشوں یا بین العلما اختلافِ فکر ورائے کی صورت میں بطور پیامبر صلح و یکجہتی آپ ہی کی شخصیت منتخب ہوتی تھی۔ چونکہ معاملہ فہمی، تدبر، حلم، رواداری اور فریقین سے ان کے مقام و مرتبہ کے اعتبار سے دلائل وبراہین کی زبان میں گفتگو آپ کی شخصیت کا خاصّہ تھا۔

۳۔ بلاشبہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ کو قرآن حکیم کے اردو ترجمے پر راغب کرانا اور پھر ان کی زندگی کی عدیم الفرصت شب و روز سے فرصت کے لمحات مستعار لے کر قرآنِ کریم کا معرکۃ الآرا ترجمہ معنون بہ "کنزالایمان" صفحہ قرطاس پر لانا حلقہ بگوشِ اعلیٰ حضرت، ایک اور عظیم نامور اور جید عالم حضرت صدرالشریعہ، بدرالطریقہ علامہ مولانا مفتی امجد علی اعظمی کا ایک عظیم کارنامہ ہے جو بارگاہِ رضویت میں ان کے چہیتے ہونے کا مظہر ہے۔ لیکن اس کنزالایمانی ترجمے کی نظر ثانی، کتابت، تصحیح خود اپنے تفسیری حاشیہ (خزائن العرفان) کے ساتھ طباعت و اشاعت بھی ایک بہت بڑی ذمہ داری کا کام تھا جو اعلیٰ حضرت کا صدرالافاضل کی علمِ تفسیر پر کامل دسترس اور امورِ طباعت و اشاعت میں ان کی صلاحیتوں پر اعتماد کا غماز ہے۔

سبحان اللہ! کنزالایمان اور خزائن العرفان کی ایک ساتھ اشاعت اعلیٰ حضرت اور صدرالافاضل کی آپس کی اخلاص فی اللہ کی محبت و مؤدت کا ایک ایسا علم ہے جو ان شاء اللہ صبحِ قیامت تک لہراتا رہے گا بلکہ بروزِ حشر دونوں عاشقانِ رسول اسی علم کے سائے تلے بارگاہِ رسالت پناہ علیہ التحیۃ والثناء میں خدمتِ اقدس کے قدسیوں کے اشارے پر "مصطفی جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" پڑھتے ہوئے اپنے عقیدت مندوں کے ہجوم کے ساتھ باادب حاضر ہوں گے۔

یہ امر غور طلب ہے کہ کنزالایمان پر حاشیہ یا تفسیر لکھنے کی اس وقت بھی بڑی فاضل، اہل اور قابلِ احترام شخصیات موجود تھیں اور اس کی متمنی بھی تھیں، جن کی تفصیل میں جانے کا وقت نہیں لیکن "قرعۂ فال بنام مَنِ دیوانہ زدند" کے مطابق اعلیٰ حضرت نے اس کی اجازت بخوشی صدرالافاضل کو بخشی۔ اس کی اشاعت کے بعد متعدد ذوی الاحترام علما نے کنزالایمان پر حاشیہ اور تفسیر لکھی لیکن "کنزالایمان" کو "خزائن العرفان" کے ساتھ جو مقبولیت حاصل ہوئی، وہ اظہر من الشمس ہے۔

این سعادت بزورِ بازو نیست

غرضیکہ خزائن العرفان اور کنزالایمان اب لازم و ملزوم ہو چکے ہیں چونکہ خزائن العرفان اسی زبان و بیان اور اسلوب میں لکھی گئی جو کنزالایمان کا ہے اور پھر یہ کہ یہ کنزالایمان کی پوشیدہ خوبیوں کو اجاگر کرتی ہے جن پر عوام تو عوام، علما کی بھی نظر نہیں جاتی۔

خزائن العرفان کی خوبیوں پر بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے۔ دفتر کے دفتر بھرے جاسکتے ہیں۔ صدرالافاضل علیہ الرحمۃ کے علمی کارناموں میں ایک بلند پایہ کام اور قرآن پاک کے اردو تفسیری ذخیرے میں ایک بہترین اضافہ ہے۔ اس میں ایجاز بھی ہے اور اعجاز بھی۔ خزائن العرفان علمِ تفسیر، اصولِ تفسیر، علمِ حدیث، اصولِ حدیث اور اردو، عربی فارسی، تینوں زبانوں پر ان کی کمال قدرت کا شاہکار ہے۔

کنزالایمان اور خزائن العرفان کے بارے میں ناقدین اور قادحین نے بہت کچھ لکھا اور کہا ہے لیکن اس کے پس پردہ جو حقیقت ہے وہ ہی ان دونوں علمی کاوشوں کی فضیلت اور ہم عصر مترجمین و مفسرین کی "شاہکار" ناگرشات پر ایک گونہ فوقیت کا مظہر ہے۔ چنانچہ اس دور کے ایک محقق عالم اور ہمدرد یونیورسٹی کراچی کے ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی کے ریسرچ ڈائریکٹر علامہ مولانا فضل قدیر ندوی مرحوم (م ۲۰۰۷ء) اپنے ایک مقالے میں رقم طراز ہیں:

"ترجمے اور طرزِ ادا میں اگر بے احتیاطی کی جائے گی تو دین کے تصورات اس کے احکام اور الوہیت و رسالت سے متعلق معتقدات میں بھی تغیرات پیدا ہو جائیں گے۔

اکثر و بیشتر تراجم سے مجموعی تاثرات یہی پیدا ہوئے، اس لیے کہ ترجمے کے سارے تقاضے ملحوظ نہیں رکھے گئے اور ان تراجم سے غلط استدلال اور مسخ احکام کی راہیں کھل گئیں۔ ناقدانہ جائزے کے بعد یہ محسوس ہوتا ہے کہ سب کچھ اتفاقی طور پر نہیں ہوا بلکہ رسالت و الوہیت اور دین و شریعت کے ایک خاص تصور کی اشاعت کے لیے قرآنی تائید کے حصول کی منظم کوششوں کے تحت ہوا اور مسلمانوں کے اجتماعی دینی اور اعتقادی مزاج میں فساد پیدا کر دیا جس کی اصلاح بہت ضروری ہو گئی تھی۔

اس پس منظر میں حضرت فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ کا ترجمہ کنزالایمان اپنی منفرد خوبیوں کے ساتھ جب سامنے آیا تو مدح کے بجائے قدح کا موضوع بن گیا، اس لیے کہ اس ترجمے سے سابقہ مترجمین کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کا ازالہ ہونے لگا۔ اس کی اہمیت اور اس کے محاسن کی طرف سے آنکھیں بند کر لی گئیں پھر بھی کنزالایمان کو ایک انقلابی ترجمے کی حیثیت حاصل ہوئی۔

ناقدین اور قادحین نے کنزالایمان کے بارے میں بہت کچھ لکھا اور بہت کچھ کہا، لیکن ان کے سارے سرمایۂ قدح کو اگر جمع کر کے بے لاگ جائزہ لیا جائے تو صرف ایک اعتراض سامنے آتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس ترجمے میں ان کے مذموات اور عقائد پر ضرب پڑتی ہے، حالانکہ محلِ اعتراض یہ بات ہونی چاہیے تھی کہ فلاں آیت کا ترجمہ الفاظِ قرآنی کے مقتضیات عربیت کے اسالیب اور احادیث و سنن سے متناقص ہے یا اجماع کے خلاف ہے۔ اگر یہ عیوب اس

میں نہیں ہیں تو محض شخصی اور گروہی مزعومات کے خلاف ہونے کی وجہ سے اس کو موردِ طعن نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔

اس کنزالایمان پر حضرت صدرالافاضل مفسر قرآن مولانا نعیم الدین مراد آبادی کے تفسیری حواشی خزائن العرفان کے نام سے نظر نواز ہوئے تو نالہ و خروش میں اور شدت آگئی۔ حالانکہ خزائن العرفان میں کوئی بات بے حوالہ نہیں کہی گئی ہے۔ اگر حدیث کا حوالہ ہے تو اس میں یہ التزام رکھا گیا ہے کہ وہ صحاح کی ہو۔ اگر تاریخ و سیرت کا حوالہ ہے تو وہ اساطین کتب سے ماخوذ ہو، اگر فقہی اشارہ ہے تو فقہ حنفی کی مستند کتابوں سے مقتبس ہو، یعنی تحقیقی سائنس کے تمام وسائل اور مسلمہ اصولوں کا پورا پورا اہتمام کیا گیا ہے۔ بے لاگ مطالعے سے ثابت ہو جائے گا کہ یہ سارے اہتمامات کیے گئے ہیں۔

ثبوت کے لیے قرآن کریم بہ سلسلہ میراث کلالہ پیش خدمت ہے:

یستفتونك قل الله یفتیکم فی الکللہ
(النساء: ۱۷۶)

ترجمہ: اے محبوب تم سے پوچھتے ہیں، تم فرمادو کہ اللہ تمہیں کلالہ میں فتویٰ دیتا ہے۔ (کنزالایمان)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ بیمار تھے تو رسول کریم ﷺ مع حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عیادت کے لیے تشریف لائے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بے ہوش تھے، حضرت نے وضو فرما کر آبِ وضو اُن پر ڈالا، انہیں افاقہ ہوا۔ آنکھیں کھول کر دیکھا تو حضور تشریف فرما ہیں، عرض کیا، یارسول اللہ، اپنے مال کا کیا انتظام کروں؟ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ابوداؤد کی روایت میں یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جابر میرے علم میں تمہاری موت اس بیماری میں نہیں ہے۔ سنن ابی داؤد میں ہے: لا اراك میتا من وجعك ھذا (ف،ق، ندوی)

آپ نے ملاحظہ فرمایا، مفسر نے اپنی طرف سے کوئی بات لکھی؟ صرف ایک حدیث لکھی اور وہ بھی ابوداؤد کی ہے۔ محدثین میں سے کسی نے یا مفسرین میں سے کسی نے اس کے علاوہ اس کی تغلیط بھی نہیں کی ہے اور میراثِ کلالہ کے سلسلے میں باتفاق محدثین یہی حدیث ہے اور مولانا نعیم الدین صاحب نے حاشیے میں یہ حدیث لکھ دی ہے۔ پس منظر میں خود ابوداؤد نے بھی حدیث پیش کی ہے، اس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ ہنگامہ کیا جائے۔

شاید خزائن العرفان کے مصنف مولانا نعیم الدین مراد آبادی کا یہ گناہ ہو کہ انہوں نے ایک ایسی حدیث کیوں نقل کی جس سے یہ بھی صاف اور عیاں طور پر معلوم ہوتا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا علم انسانی حیات و موت پر محیط ہے۔ اگر ایسا ہے تو یہ حدیث ہے، یہ صفت ہم نے تو حضور کی جانب سے منسوب نہیں کر دی۔ راوی حضرت جابر رضی اللہ عنہ خود ہیں اور نقد رجال اور نقد متن کے کسی فاضل نے اس میں کوئی سقم نہیں بتایا ہے۔ پھر فاضل بریلوی یا مصنف خزائن العرفان پر اعتراض کیا ہے؟" (سالنامہ "معارفِ رضا" ۱۹۹۴ء، ص: ۴۰،۴۱)

خزائن العرفان کی اہمیت کے پیشِ نظر ضرورت اس بات کی ہے کہ فاضل نوجوان مولانا مفتی ذوالفقار نعیمی زید مجدہٗ کی طرح کوئی صاحبِ دل محقق سامنے آئے اور کنزالایمان اور خزائن العرفان پر تخریج و تحشی اور تسہیل کا کام کرے تو بلا مبالغہ عرض کرتا ہوں کہ خزائن العرفان کی دس ضخیم جلدیں با آسانی مرتب ہو سکتی ہیں۔۔ شاید اس طرح ہم اپنے محسنِ ملت علیہ الرحمۃ کے قرض کا کچھ حصہ ادا کرنے میں کامیاب ہو جائیں اور عند اللہ ماجور ہو سکیں!

فاضل محشی اور تخریج نگار نے زیرِ تبصرہ کتاب کے ابتدائیے میں صدرالافاضل علیہ الرحمۃ کی شخصیت کے ہر پہلو پر

روشنی ڈالنے کی کاوش کی ہے لیکن پھر بھی اسے اس نادر زمن اور عبقری شخصیت کا خاکہ ہی کہا جاسکتا ہے۔ اس کے باوجود مختصر وقت میں رسالے کے قاری کو مصنف علیہ الرحمۃ کی عظیم شخصیت سے کماحقہ تعارف کے لیے یہ ایک مفید مضمون ہے۔ اس کے مطالعے کے بعد قاری کی نگاہوں کے سامنے ایک قد آور علمی شخصیت کی شبیہ ابھر کر سامنے آجاتی ہے۔ البتہ صدرالافاضل کی مدبرانہ اور قائدانہ صلاحیتوں پر کچھ مزید روشنی ڈالنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اس لیے کہ تدبیر، تفکر، رہبری و رہنمائی کی صلاحیتیں ان کی پرکشش شخصیت کے روشن پہلو تھے اور اگر برصغیر پاک و ہند میں صحیح معنوں میں اسلامی سلطنت قائم ہوتی تو "صاحبِ امروز" کی مسند پر تشریف فرما ہونے کے وہ ہی اہل ہوتے۔

مذکورۃ الصدر کتاب کے مرتب و محشی حفظہ اللہ تعالیٰ نے درج ذیل الفاظ میں صدرالافاضل علیہ الرحمۃ کی ہمہ جہت شخصیت کی بڑی جامع عکاسی کی ہے:

"حضور صدرالافاضل کی شخصیت کے معتبر و مستند ہونے اور ماہر علومِ شریعت ہونے میں کس کو شبہ ہے؟ سوائے جاہل، متعصب، حاسد کے، آپ کی شخصیت کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ جو سیاست سے تعلق رکھتے ہیں وہ بھی آپ کی شخصیت سے واقف ہیں، جو مناظر ہیں ان سے بھی آپ کی ذات مضمر نہیں، جو مسافرِ راہِ طریقت ہیں وہ بھی آپ کو جانتے ہیں اور جو علومِ شرعیہ نبویہ کے ذمہ دار ہیں وہ بھی۔"

ایسی جامع العلوم شخصیت کے نوکِ قلم کی جو کتاب بھی مرہونِ منت ہوگی وہ یقیناً اہلِ علم و فہم کی آنکھوں کا تارا ہوگی۔ لہٰذا "فیضانِ رحمت" بھی اسم بامسمہ کتاب ہے۔ حضرت العلام علیہ الرحمۃ کے علم و قلم کی جولانیاں ہر ہر جملہ سے آشکارا ہیں۔ پڑھنے والے کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس کے لکھتے وقت نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشق کے قلب پر رحمتوں کا نزول ہو رہا تھا۔

قلتِ وقت اور قرطاس کی کمی کے باعث اس کی چند خوبیوں کی طرف صرف اشارہ ہی کیا جاسکتا ہے۔

(۱) یہ کتاب آج سے تقریباً ۱۱۰ سال قبل (۱۳۲۰ھ / ۱۹۰۲ء) میں لکھی گئی لیکن اس کا موضوع آج بھی عوام و خواص اور موافق و مخالف سب کے لیے اتنا ہی کشش رکھتا ہے بلکہ رفتارِ زمانہ کے ساتھ اس کی اہمیت میں اور بھی اضافہ ہونے کا امکان ہے۔ کیونکہ اس کا مآلِ کار انبیا، صدیقین، شہدا، صالحین اور عامۃ المسلمین کی ارواح سے "هل جزاء الاحسان الا الاحسان" کی بنیاد پر تعلق استوار کرنا اور حصول فیض و برکت سے جو ہر انسان کی بشرطیکہ وہ مومن ہے، دلی تمنا ہے۔

(۲) کتابِ مذکور کی تقریب تحریر میں بھی یہی جذبہ کارفرما ہے کیونکہ یہ تصنیف صدرالافاضل نے ایک ولی کامل، کاشفِ اسرارِ حقیقت، غواصِ بحرِ طریقت، ماہر علومِ شریعت، اپنے شیخ طریقت، استاذ صاحبِ فضلیت، حضرت علامہ مفتی مولانا محمد گل محدث کابلی علیہ الرحمۃ (۱۲۵۸ھ / ۱۸۴۲ء۔ ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۲ء) کی محبت اور ان کی کتاب "دعائے برکت برطعامِ ضیافت، دعائے اموات بوقت جمعرات" کی تائید و مدح اور اس کے ناقد اور عقائدِ اہلِ سنت کے مخالف منشی شمس الدین مراد آبادی خارجی کی افترا و اختراع "اتباع السنة خير للامة" کے ردّ میں لکھی ہے۔

(۳) صدرالافاضل علیہ الرحمۃ نے جس سنجیدہ، عالمانہ اور محققانہ انداز میں جانب مخالف کی کتاب کے مندرجات اور مضامین کا تجزیہ اور حضرت مولانا محمد گل صاحب علیہ الرحمۃ کی مذکورہ بالا تصنیف سے دلائل و براہین کی کسوٹی پر اس کا تقابلی جائزہ پیش کیا ہے وہ ان کے

بلند علمی معیار اور تحقیقی مزاج کا غماز ہے۔ ان کے اس بلند پایہ اندازِ نقد و نظر نے اپنے پیر و مرشد کے مخالف منشی خارجی کی کتاب کو بے ربط و ضبط اور مضحکہ خیز مضامین کا پلندہ ثابت کر دیا۔ البتہ جانبِ مخالف کے جہلا کے لیے یہ ایک تحفہ ہو سکتا ہے۔

(۴) زیرِ بحث کتاب کے مطالعہ سے قاری کو حضرت مصنف کی تحریر و تصنیف کی گوناگوں خوبیوں سے بھی آگاہی ہوتی ہے۔ مثلاً یہ کہ

آپ کسی بھی کتاب کے مطالعہ باالتفہیم کے قائل تھے۔ اس کو جدید مغربی محقق **Reading with understanding** سے تعبیر کرتے ہیں۔

مطالعے کے اس طرزِ عمل سے قاری کے ذہن میں زیرِ مطالعہ کتاب کے مندرجات، اس کا سیاق و سباق، اس کے مضامین و دلائل اس طرح پیوست اور مستحضر ہو جاتے ہیں کہ اس پر نقد و نظر کرنا اس کے لیے بہت آسان ہو جاتا ہے۔

زیرِ نظر کتاب میں اوّل جملہ سے لے کر آخرِ کلام تک ایک بلند پایہ علمی نظم و ضبط اور منصوبہ بندی کی آئینہ بندیاں مشاہدہ میں آتی ہیں۔ ان کی تحریر کی یہ خوبیاں مصنف ممدوح کو اپنے دور کے بلند قامت مصنفین کی اگلی صف میں لا کھڑا کرتی ہیں۔

مصنف محترم کا ہر دعویٰ دلیل و برہان سے مزین ہوتا ہے۔

قرآن کریم، کتبِ احادیثِ مبارکہ، کتبِ سِیَر اور اقوالِ ائمہ سے دلائل کی بھرمار دیکھ کر ان علوم پر ان کی ماہرانہ نظر اور دسترس کا اندازہ ہوتا ہے۔ ان کے مقابلے میں مدعی مخالف طفلِ مکتب، نہیں، بلکہ ایک مسخرہ نظر آتا ہے۔

یہ اور اس قسم کی بے شمار دیگر فنّی محاسن صدر الافاضل علیہ الرحمہ کی تحریر کا طرۂ امتیاز ہیں جن کی تفصیل بیان کرنے کی یہاں گنجائش نہیں۔

زیرِ نظر کتاب پر تخریج و تحشی کے کام نے اس کے حسن میں چار چاند لگا دیے ہیں اور جدید تعلیم یافتہ طبقے اور علمائے محققین کی نظر میں اس کی اہمیت اور اس کے مطالعے کی ضرورت کو اور بڑھا دیا ہے۔

حواشی و تخریجات کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ محشی محترم مولانا مفتی ذوالفقار نعیمی صاحب نے اس پر بہت محنت کی ہے۔ حواشی و تخریج کے ہر جملے سے حضرت محشی کی وسعتِ مطالعہ اور اسلافِ کرام کی تصانیف کی نشر و اشاعت کے لیے اخلاص فی اللہ پر مبنی ان کا شغف جھلکتا ہے۔ دارالعلوم نعیمیہ، مرادآباد خوش نصیب ہے کہ اس کے ابناء کی صفوں میں قحط الرجال کے اس دور میں حضرت مولانا ذوالفقار نعیمی حفظہ اللہ الباری جیسے فاضل نوجوان محقق و مصنف موجود ہیں۔ راقم، حضرت مولانا ذوالفقار نعیمی صاحب زید مجدہ، ان کے شرکائے کار، جامعہ نعیمیہ، مرادآباد کے مہتمم حضرات مولانا محمد یامین نعیمی مدظلہ کو اس اہم علمی کاوش اور صدرالافاضل علیہ الرحمۃ کی اس نایاب تصنیف کی بازیافت اور جدید حسن و آرائش کے ساتھ اس کی طباعت و اشاعت پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہے۔ کتاب کے ناشر "ادارۂ ترویج و اشاعت مسجد نور الاسلام، بولٹن، یوکے" بھی قابلِ صد مبارکباد ہیں کہ انہوں نے وقت کے تقاضوں کا صحیح ادراک کرتے ہوئے مذکورہ کتاب بروقت منصہ شہود پر لائے۔ فقیر دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مصنف العلام صدرالافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی نوّر اللہ مرقدہٗ کی تصنیفِ لطیف کو قبولِ عام عطا فرمائے اور صبح قیامت تک ان کی مرقدِ مبارک پر رحمت و رضوان کی بارش فرمائے۔ آمین بجاہِ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

حافظا محض حقیقت گوئی سرِّ عشق را
غیر ازیں گوئی خیالاتِ بہ تخمیں بستہ اند

دور و نزدیک سے

﴿آپ کے خطوط کے آئینے میں﴾

ترتیب و پیشکش: مرزا فرقان احمد

پروفیسر حافظ محمد عطاء الرحمٰن قادری:

عشقِ نبی کا گلشن مہکا دیا رضا نے

یہ جان کر نہایت مسرت ہوئی کہ جامعہ کراچی کے نصاب میں اعلیٰ حضرت اور دیگر علمائے اہلِ سنت کی کتب کو شامل کر لیا گیا ہے۔ خدا کرے کہ وہ دن بھی جلد آجائے کہ پرائمری سے لے کر یونیورسٹی کے نصاب تک سبھی جگہ اعلیٰ حضرت اور دیگر علمائے اہلِ سنّت کا شہرہ ہو جائے۔ یہ خبر بھی نہایت حوصلہ افزا ہے کہ بنگلہ دیش میں مودودی لٹریچر پر مکمل پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ دیکھیے پاکستان میں بھی اس حوالے سے کچھ پیش رفت ہوتی ہے یا نہیں۔ حسب الحکم بنگہ دیش کے احباب اہلِ سنت کو مبارک باد کے پیغامات روانہ کر دیے تھے۔

حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کے مزارِ اقدس پر حملے سے دل پر غم کا غلبہ ہے۔ آہ! اسلام دشمن، وطن دشمن، دہشت گردوں نے مرکزِ مہر و محبت، منبعِ فیوض و برکت پر حملہ کر کے وہ ناپاک جسارت کی جو ہزار سالہ تاریخ میں سکھوں اور ہندوؤں بلکہ انگریزوں سے بھی نہ ہوئی۔ ثابت ہوا کہ یہ اسلام دشمن انسان نما درندے ان کافروں سے بھی گئے گذرے ہیں۔

خوش نصیب افراد ایسی مقدس جگہ پر مقدس شبِ جمعہ میں ذکرِ الٰہی اور درود شریف پڑھتے ہوئے جامِ شہادت نوش کر گئے۔ جو زخمی ہیں اللہ تعالیٰ انھیں بھی صحتِ کاملہ سے نوازے۔

دہشت گردوں نے یہ سوچا تھا کہ حملوں کے بعد لوگ خوفزدہ ہو کر دربار شریف کی حاضری ترک کر دیں گے لیکن دنیا نے دیکھا اور میڈیا نے تصدیق کی کہ دربار شریف کی رونق میں اضافہ ہوا اور کمی نہ ہوئی۔ مزید عرض یہ ہے کہ دہشت گردوں کی خواہش یہ تھی کہ دربار شریف کی عمارت شہید ہو جائے۔ یہی مقصد لے کر انھوں نے دوسرا دھماکہ دربار شریف کی سبز گنبد والی مرکزی عمارت کے عین قریب کیا۔ لیکن بفضلہٖ تعالیٰ دنیا نے دیکھ لیا کہ اتنے شدید دھماکے کے باوجود اتنی قدیم عمارت کو ذرا گزند بھی نہ پہنچی۔ دوسری حیران کن بات جو دھماکے کے اگلے روز جنگ اور آواز میں بھی شائع ہوئی کہ صحن میں خون کی ندیاں بہہ جانے کے باوجود دربار شریف کی عمارت پر خون کا ایک چھینٹا بھی نہیں پڑا۔

حکومت کا یہ فرض ہے کہ دربار حضرت داتا گنج بخش پر سیکیورٹی کے انتظامات کو بہتر بنائے اور صرف ایک گیٹ کھولنے کی بجائے کم از کم چار گیٹ ضرور کھولے جائیں اور سبھی پر حفاظتی انتظامات کر کے زائرین کے لیے حاضری کو آسان بنایا جائے۔

اس موقع پر اتحادِ اہلِ سنّت کی ضرورت پہلے سے زیادہ شدت کے ساتھ محسوس کی جا رہی ہے۔ مولائے کریم سے دعا ہے کہ اہلِ سنّت و جماعت کو اتفاق و اتحاد کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ جولائی کے معارف میں اتحادِ اہلِ سنّت کے حوالے سے ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب نے نہایت درجہ درست اور مبنی بر حق و حقیقت تحریر رقم فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کو مزید ترقی اور خیر و برکت سے نوازے۔ سب اراکین ادارہ کو سلام عرض کرتا ہوں۔ اور دعا کی درخواست بھی۔ والسلام مع الاکرام

میاں فضل احمد حبیبی:

تازہ شمارہ "معارفِ رضا" موصول ہوا۔ اسلامی مہینوں کے بارے میں ایک جامع کتاب شائع ہو چکی ہے۔ لائبریری کی بجائے اپنے گھر لے گیا۔ اور تمام اہلِ خانہ کو پڑھنے کے لیے ترغیب دی۔ سب اہلِ خانہ بے حد خوش ہیں۔ اب ہر ماہ میں عبادات کا چارٹ مل چکا ہے۔ الحمدللہ ماہ رجب کی برکات سے پورا پورا فائدہ اُٹھانے میں ماہنامہ "معارفِ رضا" بڑا معاون ثابت ہوا ہے۔

امام محبت امام احمد رضا قدس سرہ نے علم نجوم کے لحاظ سے بھی چاند کی منازل کا ذکر فرمایا ہے جو موجودہ دور کے عوام کے لیے ایک نئی ڈش ہے۔

آپ حضرات جس جانفشانی سے ماہنامہ "معارفِ رضا" کو شائع کرتے ہیں اُس سے یہ واضح ہوتا ہے آپ اور آپ کا عملہ مکمل طور پر ایثار کے پیکر ہیں۔ آپ کو اعلیٰ انتظام اور اعلیٰ کام کرنے پر مبارک باد پیش کی جاتی ہے۔

آپ سے درخواست ہے آپ اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ تمام عملہ اور جناب ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب کو سلام مسنون۔ والسلام

سید صبغۃ اللہ صاحب:

الحمدللہ! آپ کا ماہنامہ "معارفِ رضا" موصول ہوتا رہتا ہے جسے پڑھ کر قلبی مسرت ہوتی ہے کہ مادیت کے اس گھپ اندھیرے میں آپ حضرت امام الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ کی فکر کو عام کرنے میں مصروف عمل رہتے ہیں اور بلا خوشامد کہ آپ کا رسالہ عام رسائل سے بالکل مختلف ہوتا ہے جن میں سوائے اپنے بزرگوں کے قصائد اور کشف و کرامات کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہوتا اللہ رب العزت آپ کو دینی دُنیاوی اعزاز عطا فرمائے۔

میرے والد گرامی "سید محمد فاروق القادری" نے حضرت فاضل بریلوی پر کافی کام کیا ہے جس سے آپ یقیناً باخبر ہوں گے اگر اس فقیر کے ذمے بھی آپ کوئی تحریری کام کی ڈیوٹی لگانا چاہیں ماہنامہ کے حوالے سے تو میں حاضر ہوں کیوں کہ ہمارا ایک ہی مشن ہے کہ حضرت بریلوی کی فکر کو عام کیا جائے یہ وقت کی شدید ضرورت ہے۔ دُعا کی درخواست ہے۔

سلیم مجددی صاحب:

۷ ر جمادی الثانی / ۲۲ مئی کیا روز سعید تھا، مکتبہ نبویہ پر پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی مدظلہ سے اپنی حرماں نصیبی کا ذکر کر رہا تھا کہ تربیلہ سے ریٹائرمنٹ کیا ہوئی کہ اس حقیر سراپا تقصیر کا رابطہ "معارفِ رضا" سے کٹ گیا۔ اسی دکھ کا اظہار کر ہی رہا تھا کہ اچانک ایک صاحب تشریف لائے، فاروقی صاحب نے بھرپور پذیرائی فرمائی، سلام و کلام کے بعد انھوں نے فاروقی صاحب کی خدمت میں حرم شریف کے تحائف اور "معارفِ رضا" یعنی ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (علیہ الرحمۃ) کی مطبوعات پیش کیں، احقر نے فاروقی صاحب سے تعارف پوچھا تو معلوم ہوا کہ عبدالرزاق تابانی صاحب ہیں اور ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل سے منسلک ہیں، بڑی خوشی ہوئی، آرزوئیں کبھی یوں بھی پذیرائی بخشتی ہیں، جذبات و احساسات کو یوں بھی ترجمانی نصیب ہوتی ہے، سبحان اللہ! تابانی صاحب نے اس حقیر کو بھی شفقت و محبت سے نوازا، آپ کی اور محترم جناب مجید اللہ قادری صاحب کی علالت کا تذکرہ ہوا تو تابانی صاحب نے فوراً اپنے فون پر آپ کا نمبر ملا کر فاروقی صاحب

کو دے دیا کہ بات کرلیں، فاروقی صاحب بات کر رہے تھے کہ احقر نے عرض کی کہ اس حقیر کا سلام بھی بارگاہ سادات میں پیش کردیں، حیرت ہوئی کہ فاروقی صاحب اس حقیر کا نام بھول گئے، احقر نے یاد دہانی کروائی تو تابانی صاحب نے فون احقر کے حوالے کروادیا کہ خود بات کرلیں۔ اللہ رے نصیب! الحمدللہ! آپ سے تخاطب کا شرف نصیب ہوا۔ (شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمۃ کے ختم شریف پر آپ کی ادھوری سی زیارت نصیب ہوئی تھی، آپ کی صحبت سے استفادے کی تمنا تھی کہ شہزادہ مجددی صاحب اس حقیر کو لے بھاگے اور یہ آرزو تشنہ کام ہی رہ گئی) آپ نے اس حقیر سے جس محبت اور شفقت کا اظہار فرمایا احقر صمیم قلب سے اس پر شکر گزار ہے۔ آپ کی علالت کی تفصیلات پر حیرت ہوئی۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے بندوں کو یوں ہی نوازتے ہیں، اپنے بندوں کو اپنی صفات میں رنگنے کے لیے یوں ہی کٹھالی میں ڈالتے ہیں۔ سونا زرِ خالص ایسے ہی بنتا ہے، ظرف ایسے ہی وسیع ہوتے ہیں۔ خودی ایسے ہی بلند ہوتی ہے، اور پھر وہ مقام آجاتا ہے جب۔۔۔ خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے!

یہ حقیر سراپا تقصیر بھی مختلف امراض کا شکار ہے، الحمدللہ و شکر للہ! وہ جس حال میں رکھے! اور اپنی رضا میں ڈھلنے کی ہمت و توفیق ارزانی فرمائے، آمین، ثم آمین۔ اور نفس کے کَید سے اپنی پناہ میں رکھے۔

"معارفِ رضا" مستقل مزاجی سے اپنے سفر پر رواں دواں ہے، الحمد اللہ و شکر للہ! کلیم وادیٔ امام احمد رضا (رضی اللہ عنہ) حکیم محمد موسیٰ امر تسری علیہ الرحمۃ کی جلائی ہوئی شمع کو (جیسے انھوں نے اپنے خونِ جگر سے جِلا بخشی تھی) حضرت مسعود ملت علیہ الرحمۃ اور ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل نے اپنوں کی بے حسی خود غرضی اور مخالفوں کے بغض و حسد کے طوفانوں سے بچا کر جلا رکھا ہے احقر آپ احباب کی بارگاہوں میں خراج تحسین اور سلامِ نیاز پیش کرتا ہے۔ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی تحریر و تقریر میں اکثر اس شعر کو وردِ زبان و قلم رکھتے تھے۔

بڑھے جا سوئے منزل کاروانِ آرزو لے کر
خود اپنی پاسبانی کر امیرِ کارواں ہو جا

"معارفِ رضا سالنامہ ۲۰۱۰" پر فاروقی صاحب نے جہان رضا میں تبصرہ کیا ہے، آپ نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا (رضی اللہ عنہ) کی کتب کی اشاعت کو ایک نئی طرح دی ہے، بہت خوب! ہم اہلِ سنت کی "کتاب" سے عدم دلچسپی کا اچھا تریاق آپ نے ڈھونڈا ہے۔ اللھم زد فزد!

اپریل کے جہانِ رضا میں آپ کے نفاست نامے کی آخری دو سطور احقر کے قلب و نظر، جان و جگر میں اتر گئیں، آپ کے منہ میں گھی شکر! ہم اہلِ محبت ہیں، ہماری غیرت عشق اہل اللہ میں سے کسی کی بھی توہین برداشت کرنے کی روادار نہیں۔ اس ضمن میں اپنے رویے کے اظہار میں ہم کسی مصلحت یا اپنے پرائے کے قائل نہیں۔۔۔(جہانِ رضا اپریل ۲۰۱۰ ص:۸)

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

اس حقیر کو اپنی آہِ سحر گاہی میں یاد رکھیں۔ محترم مجید اللہ قادری، صاحبزادہ سرور میاں (ان کی زیارت شرف صاحب علیہ الرحمۃ کے ختم شریف پر ہوئی تھی) عبدالرزاق تابانی صاحب و دیگر احبابِ ادارہ کی خدمت میں اس حقیر کا سلام نیاز و محبت و عقیدت! والسلام مع الاکرام۔